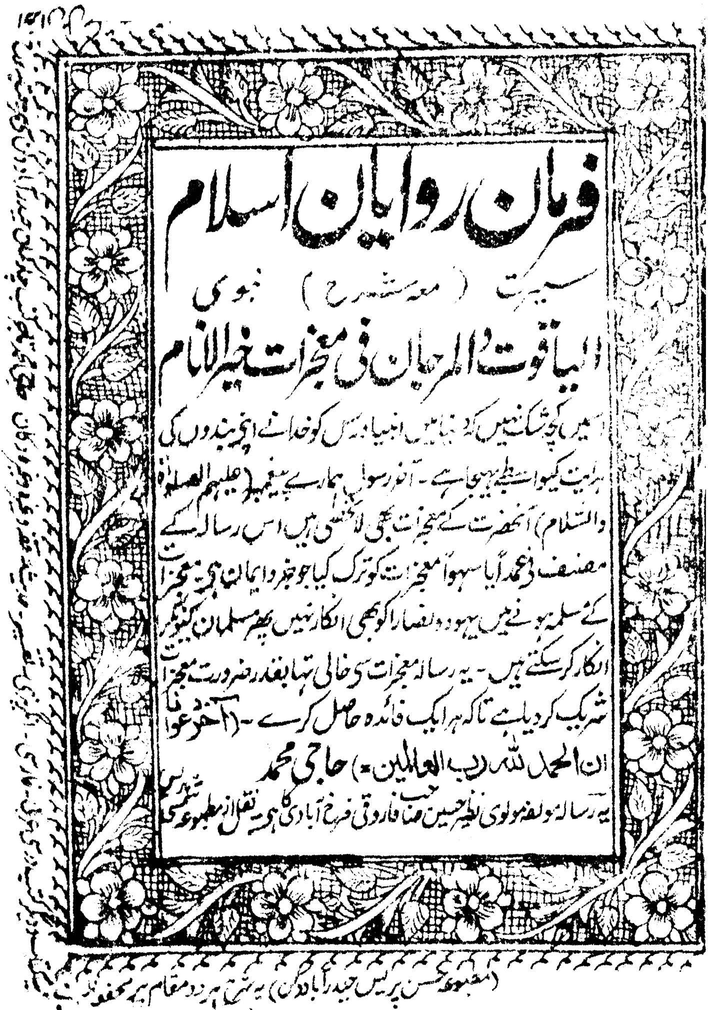


فرمان روایان اسلام

سیرت (معہ شرح) نبوی

الیاقوت الریان فی معجزات خیر الانام

اس میں کچھ شک نہیں کہ دنیا میں انبیاء جس کو خدا نے اپنے بندوں کی ہدایت کیواسطے بھیجا ہے۔ آخر رسول ہمارے پیغمبر (علیہم الصلوٰۃ والسلام) آنحضرت کے معجزات بھی لاتعداد ہیں اس رسالہ کے مصنف نے عمداً یا سہواً معجزات کو ترک کیا جو جزو ایمان ہیں معجزات کے مسلمہ ہونے میں یہود و نصاریٰ کو بھی انکار نہیں پھر مسلمان کیونکر انکار کر سکتے ہیں۔ یہ رسالہ معجزات سے خالی تھا بقدر ضرورت معجزات شریک کر دیئے ہے تاکہ ہر ایک فائدہ حاصل کرے۔ (آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔) حاجی محمد

یہ رسالہ مولفہ مولوی نظیر حسین صاحب فاروقی فرخ آبادی کا ہے نقل از مطبوعہ شمسی

(مطبوعہ محسن پریس حیدرآباد دکن) یہ نسخہ ہر دو مقام پر محفوظ ہے

۴۸۶

دیباچہ

قومی ترقی میں حیت القوم اُسی وقت ہوسکتی ہے جبکہ اوس کی افراد
میں جوش قومی ہو اور یہہ جوش قومی اس حالت میں قایم رہ سکتا ہے جبکہ وہ
اپنے اکابرین کے کارنامے معلوم کرکے اون کی تقلید کی کوشش کریں۔
جس طرح ایک بڑے درخت کا نشو ونما اوس کے پودے کی عمدگی پر
منحصر ہے اسی طرح ایک قوم کی ترقی اس کے اطفال صغر سن کی عمدگی
تعلیم وتربیت پر اس خیال سے کہ چھوٹے بچوں کے لئے اکابر اسلام کے
حالات تاریخی سلیس اُردو میں دستیاب ہوں میں نے ایک سلسلہ شروع

کیا ہے جس میں فرماں روایان اسلام کے حالات فرداً فرداً جداجدا رسائل میں درج کئے ہیں اور چونکہ یہہ سلسلہ بچوں کے لئے ہے اس لئے صرف واقعات پر اکتفا کرکے وہ امور قصداً قلم انداز کئے ہیں جن میں کسی قسم کا اختلاف ہے۔

اُس مقدس ذات والا صفات کے حالات تاریخی سے جو اسلام کا بانی ہے میں نے اس سلسلہ کا آغاز کیا جو نمبر کاً ذیز بخیال تقدم لازمی تہا۔

ایک باغبان کی طرح جو عمدہ عمدہ پہول مجتمع کرکے ایک چہوٹا سا خوبصورت گلدستہ تیار کرتا ہے میں نے بہی مشہور اسلامی مصنفین کے باغ ریاضت سے خوشہ چینی کی ہے جس کے لئے میں ان کا تہ دل سے مشکور ہوں۔

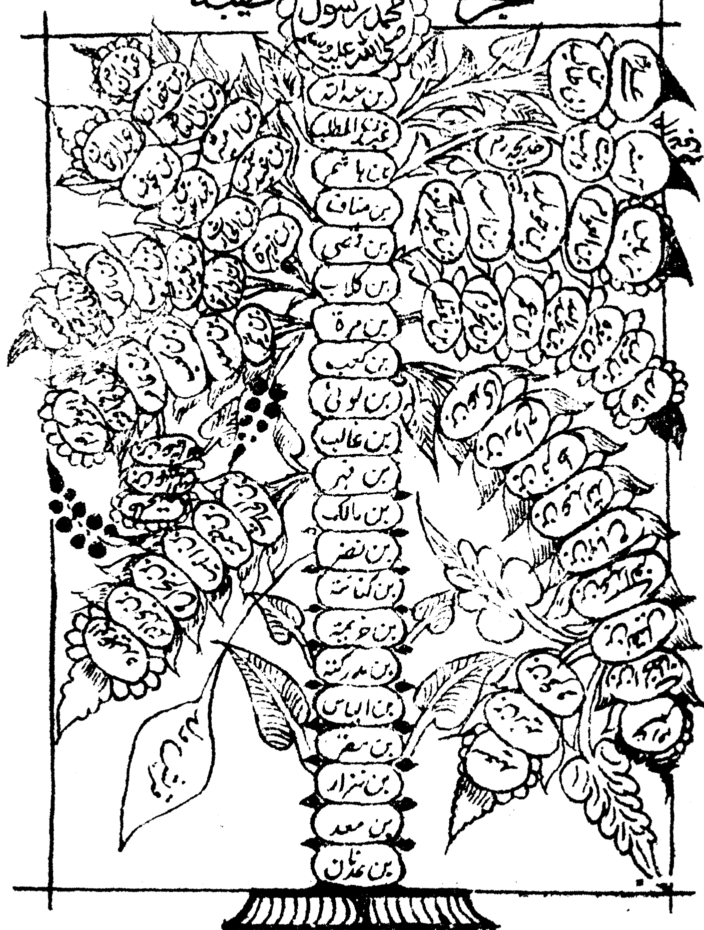
خدا سے دعا ہے کہ جس نیک مقصد کے لئے یہ کتاب لکہی گئی ہے اس کی انجام میں وہ اپنی قدرت کاملہ سے امداد فرماے فقط

نظیر حسین (فاروقی)

حیدرآباد دکن۔

ابن الابن حکیم اصغر حسین صاحب فرخ آبادی

شجرهٔ طیبة


محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم
بن عبد الله
بن عبد المطلب
بن ہاشم
بن مناف
بن قصی
بن کلاب
بن مرة
بن کعب
بن لوی
بن غالب
بن فہر
بن مالک
بن نضر
بن کنانة
بن خزیمة
بن مدرکة
بن الیاس
بن مضر
بن نزار
بن معد
بن عدنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ للّٰہ العزیز

ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نام محمدؐ کنیت ابوالقاسم خاندان قریش بنی ہاشم

پیدائش سنہ ۵۷۰ء مطابق ۵۲ سال قبل ہجرت وفات سنہ ۶۳۲ء

مطابق سنہ ۱۱ھ مدت عمر ۶۳ سال

تاریخ پیدائش | ربیع الاول کی بارہ تاریخ یوم دوشنبہ بھی دنیا کی تاریخ میں یادگار زمانہ رہے گا۔ یہی وہ مبارک دن ہے جس میں -

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا۔ | دعائے خلیل اور نوید مسیحا

عبداللہ والد محمد صلعم نے آمنہ بنت وہب سے شادی کی اور قبل پیدایش رسول اللہ انتقال کیا

عبداللہ بن عبدالمطلب والد محمد صلعم کی عمر چوبیس سال کی تھی جبکہ انہوں نے آمنہ بنت وہب سے جو قریش کے معزز قبیلہ سے تھیں شادی کی۔ آمنہ حمل ہی سے تھیں کہ عبداللہ نے بغرض تجارت یثرب (مدینۂ منورہ) کی طرف سفر کیا اور قبل پیدا ہونے رسول مقبول کے انہوں نے وفات پائی اور بنی نجار کے دار نبیغہ میں مدفون ہوئے۔[۱]

آپکا نام محمد و احمد رکھا گیا

آپکے پیدا ہونے پر آپکے دادا عبدالمطلب نے آپکا نام محمد رکھا لیکن حضرت آمنہ نے خواب میں ایک فرشتہ کو دیکھا جس نے آپکا نام احمد رکھنے کی ہدایت کی اور اس لئے انہوں نے احمد نام رکھا اور اسی طرح توریت و انجیل کے بشارتیں پوری ہوئیں۔[۲]

---

[۱] صحیح و عمدہ تر یہ ہے کہ بمقام ابواء میں دفن ہوئے ہیں۔

[۲] عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آمنہ کہتی تھیں کہ جب حمل چھ ماہ کا ہوا تو خواب میں کسی نے مجھ سے کہا کہ تو حاملہ ہے۔ جب تو جنے نام محمد رکھنا اور اس کو پوشیدہ رکھنا۔ اور میں نے سفید چڑیاں دیکھیں جن کی زمرد کی

بقیہ شرح صفحہ ۲ - چونچ اور یاقوت کے پر تھے اور راون کے ہاتھ میں
چاندی کی صراحیاں تھیں - مشرق و مغرب کی زمین کو دیکھا - جب
مجکو درد ولادت ہوا حضرت پیدا ہوئے تو آپ سجدہ میں تھے اور انگلیاں
آپکی طرف آسمان کے تھیں جیسے کوئی خدا سے عاجزی کر رہا ہے - پھر ایک
سفید بادل آسمان سے آیا اوس نے آپکو ڈھاپ لیا - ایک منادی نے
ندا کی کہ اسکو مشارق و مغارب زمین پر پھیر دو اور بحار میں داخل کرو کہ وہ اُسکے
نام و نشان و صورت کو پہچان لے - یہ ماحی ہے کہ اس کے زمانہ میں
شرک نیست و نابود ہو جائے گا - پھر وہ بادل کہل گیا - اور ایک روایت میں آیا ہے
کہ جب حضرت شکم سے علیحدہ ہوئے تو آپ کے ہمراہ ایک نور نکلا جس سے
مابین مشرق و مغرب چمک اُٹھا - جب زمین پر گرا انگشت سبابہ سے اشارہ
کیا - عرباض میں ساریہ کی روایت میں آیا کہ آپنے کہا کہ میں اللہ کا بندہ
ہوں اور خاتم النبین - جس وقت آدم خاک میں تھا میں دعوت ہوں ابراہیم
کی اور بشارت عیسے اور خواب اپنی ماں کی - حضرت کی ماں نے وقت
وضع کے ایک نور دیکھا جس سے قصور شام نظر آئی - اور نبیوں کی
مائیں اسی طرح دیکھتی تھیں - شام کا ملک انبیا کا محشر و منشر ہے علیہم السلام

ملله ولادت کے ساتویں روز عبدالمطلب نے قربانی کی اور قبیلۂ قریش کو دعوت میں بلایا ۔

> عبدالمطلب نے اس خوشی میں قربانی کی

ملته ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے چند روز تک آپکو دودھ پلایا اور اس کے بعد آپ حسب دستور عرب حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دئے گئے حکمت ربانی سے آپ اور دل ... کے خلاف

> ثوبیہ نے ابتدا میں دودھ پلایا اور اس کے بعد حلیمہ سعدیہ نے آپ مختون پیدا ہوئے ۔ ۔ ۔

ملله یہہ خلاف اسلام ہے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ہر مولود کا عقیقہ کیا جاتا ہے نہ قربانی ۔ ان دونوں میں بہت فرق ہے معنی میں دیکھو کتب حدیث و فقہ ۔

ملته اصل واقعہ حضرت کو آٹھہ عورتوں نے دودہ پلایا ہے ۔ آپکی ماں تین یا سات روز ۔ پھر ثوبیہ نے ۔ لونڈی ابی لہب نے جسکو ابی لہب بوقت بشارت ولادت آنحضرت کے آزاد کر دیا تہا یہہ چند روز قبل قدوم حلیمہ سعدیہ ۔ پھر خولہ بنت المنذر نے ۔ اور ام ایمن نے ۔ پھر تین عورتوں نے ۔ ہر ایک نام عاتکہ تہا ۔ عاتکہ بنت ہلال ۔ عاتکہ بنت مرہ ۔ عاتکہ بنت الاوقص ۔ عاتکہ اس عورت کو کہتے ہیں جو خوشبودار ہو ۔ ابن عباس کہتے ہیں حلیمہ فرماتی تہے

مختون پیدا ہوئے تھے۔ [۱]

چار برس تک کی عمر کے واقعات | دو برس کے بعد آپکا دودھ چھڑایا گیا اور حضرت حلیمہ آپکو لیکر حضرت آمنہؓ پاس آئیں مگر حضرت آمنہ نے اس خیال سے کہ مکہ کی آب وہوا آپکو موافق نہ ہوگی پھر حضرت حلیمہ کے سپرد کردیا اور وہ آپکو اپنے گھر لے گئیں اور ہر چھٹے مہینے مثل سابق لاکر ملا جاتی تھیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر چار برس کی

بقیہ شرح صفحہ ۴۔ جب میں نے حضرت کا دودھ چھوڑایا تو آپ نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ۃ

[۱] یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور بہی بارہ انبیا علیہم السلام مختون پیدا ہوئے ہیں۔ یہ حد تر واتر تک کو پہونچ گئی ہے حضرت ناف بریدہ و ختنہ شدہ پیدا ہوئے ہیں۔ کسی نے حضرت کا ستر نہیں دیکھا۔

فائدہ۔ پچاس دن بعد نصف نیل کے حضرت پیدا ہوئے ہیں۔ فائدہ [illegible]

خصائص آنحضرت۔ جب آدمؑ مٹی میں تھے حضرت نبی تھے۔ سب کے اول آنحضرت سے میثاق لیا گیا۔ جواب میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے آپ نے کہا بَلیٰ۔ ہر ایک جنت میں حضرت کا ذکر ہوتا ہے۔ اذاں میں آپکا اسم

ہوئی تو حضرت آمنہ نے آپکو اپنے پاس رکھہ لیا۔

حضرت آمنہ کا مدینہ جانا اور واپسی میں بمقام ابوا وفات پانا اور حضرت عبدالمطلب کا آپکی پرورش اور نگرانی اپنے ذمہ لینا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھہ برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ آپکو اپنے عزیز و اقربا سے ملانے کیلئے مدینہ منورہ لے گئیں۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد وہ مکہ لوٹیں لیکن راستہ ہی میں بمقام ابوا وفات پا گئیں مکہ پہونچنے پر آپکے دادا عبدالمطلب نے آپکی پرورش اور نگرانی اپنے ذمہ لی اور ہمیشہ آپکے ساتھہ شفقت پدری سے پیش آتے رہے۔

عبدالمطلب کی وفات اور ابوطالب کا آپ کی پرورش کرنا۔

آپکو آٹھواں برس شروع تھا کہ آپکے دادا عبدالمطلب[1] نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی۔ عبدالمطلب کے بعد آپکی پرورش آپکے چچا ابوطالب

بقیہ شرح صفحہ ۵ - ہے۔ کتب سابقہ میں آپکی بشارت ہے۔ جب آپ پیدا ہوئے ابلیس آسمان سے روکا گیا۔ سینہ مبارک شق کیا گیا اور خاتم نبوت پشت پر بمقابلہ دل کے رکھی گئی جہاں سے شیطان داخل ہوتا ہے۔

[1] کتب تاریخ و سیر میں عبدالمطلب کی عمر ایک سو بیس برس کی ہو کے مرے ہیں۔

نے کی ۔ ابو طالب عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے اور آنحضرت کیساتھ نہایت محبت سے پیش آتے اور مثل پدر مہربان خبرگیری کرتے رہے ۔

شام کا سفر بحیرہ کی ملاقات ۔ آپکی عمر بارہ[۹۱] برس کی ہوئی تو ابو طالب کو تجارت کی غرض سے شام کا سفر پیش آیا ۔ ابو طالب کا قصد آپکو مکہ میں چھوڑکر جانیکا تھا لیکن آپکے اصرار پر اپنے ہمراہ تجارت میں لیتے گئے ۔ بصرہ میں بحیرہ[۹۲] نام ایک راہب نے آنحضرت کو دیکھکر اور آپ کے چہرہ سے آثار عظمت و جلالت معلوم کرکے حضرت کے چچا ابو طالب کو یہ ہدایت کی کہ آپکو خوف و خطر اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھیں ۔

---

[۹۱] بارہ برس دو ماہ دس دن ۔ [۹۲] سیرۃ المحزون میں لکھا ہے کہ بحیرہ نے حضرت کا ہاتھ پکڑکر کہا یہ رسول رب العالمین ہے اللہ اسکو رحمت عالمین بناکر بھیجیگا ہے جب تم لوگ آئے تو کوئی حجر و شجر باقی نہیں رہا مگر اسکو سجدہ کیا حجر و شجر سجدہ نہیں کرتے مگر پیغمبر کو ہم اوس کی صفت اپنی کتابوں میں پاتے ہیں ۔ اور ابو طالب سے کہا اگر تم اسکو طرف شام لیجاؤگے تو ادس کو یہود مار ڈالینگے ۔

فائدہ ۔ ابو طالب حضرت سے تبرک کیا کرتے تھے جب اہل و عیال کیساتھ کہاتے تو سب سیر ہو جاتے ورنہ بھوکے رہتے ۔

زمانۂ طفولیت کے اوصاف۔ جبکہ آنحضرت بارہ برس کی عمر کو پہونچے تو زمانۂ طفولیت کا منقضی ہوگیا تھا اور نوجوانی کا آغاز تھا۔ زمانہ طفولیت ہی میں آپ جمیع اوصاف حمیدہ سے جن سے انسان ہر دل عزیز ہوجاتا ہے آراستہ تھے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا صبر و مردانگی جن کو اوضاع واطوار کی خوبی اور فصاحت وخوش بیانی سے دوبالا جلا ہوگئے تھے آپکی ذات بابرکات میں اس طرح مجتمع ہوئی تھی کہ عالم شباب ہی میں اپنی "امین" عرب کا لقب حاصل کیا تھا آپ دودھ کے رشتہ کو خون کے رشتہ کے برابر سمجھتے تھے اور حضرت حلیمہ کا نہایت ادب اور تعظیم کرتے تھے ایک مرتبہ آنحضرت نے اپنی رداۓ[1] مبارک جس کو مسلمان سر پر رکھنے اور آنکھوں سے لگانے کے قابل سمجھتے ہیں۔ حضرت حلیمہ کے لئے بچھا دی تاکہ وہ اوسپر بیٹھیں۔ دودھ کے رشتہ کا ایسا بڑا پاس ولحاظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور جو محبت والفت کہ حضرت حلیمہ اور اون کی اولاد سے کرتے تھے باجس احسان مندی کا اظہار دودھ کے

---

[1] ردا بمعنی چادر۔

رشتہ داروں کے ساتھہ کیا کرتے تھی نہایت اعلیٰ اور عمدہ مثالیں آنحضرت کے اخلاق حمیدہ نیک خوئی اور رحم دلی کے ہیں جس کی نظیر اس سے پہلے کہیں نہیں پائی گئی۔

تصفیہ تنازع نصب حجر اسود | آپکی عمر تقریبًا[علیہ] تیرہ یا چودہ برس کی ہوگی کہ کعبہ کے غلاف میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے اوس کی دیواریں[علیہ ۲] کئی جگہ سے پہٹ گئیں اور قریب گرنیکے ہوئیں۔ قریش ذ[؟] اسکی دوبارہ تعمیر کی لیکن جب اُس مقام پر پہونچے جہاں حجر اسود لگا تہا تو آپس میں جہگڑا و تکرار ہوئی آخر کار یہہ تصفیہ ہوا کہ دوسرے روز جو شخص علی الصباح آوے وہ حکم قرار پاوے۔ ان سب کی خوش قسمتی یہہ ہوئی کہ دوسرے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پیشتر تشریف لائے۔ آپکو دیکہکر سب لوگ "آمین۔ آمین" کہکر چلّائے اور آپکو حکم قرار دیا۔ آپنے نہایت خوبی سے یہ تصفیہ

علیہ حضرت کی عمر شریف ۲۵ سال کی تہی جب قریش نے بناء کعبہ کی تجدید کی ہے۔ کذا فی الشمامۃ العربیہ و تاریخ ابی الفدا۔

علیہ ۲ کعبہ کی دیواریں بسبب سیلاب کے پہٹ گئی تہیں۔

فرمایا کہ رداے مبارک بچھا کر اوس میں حجر اسود کو رکھا اور سب قوموں کے
سرداروں کو ارشاد فرمایا کہ وہ سب ملکر چادر پکڑیں اور وہاں تک
لے چلیں جہاں لگانا ہے۔ سب نے اسی طرح کیا اور جب کونے کے
پاس لائے تو آپ نے اوس کو وہاں رکھدیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجار کی لڑائی میں قریش کی طرف سے شریک ہوئے۔

آپکی عمر چودہ پندرہ برس کی ہوگی کہ اوس زمانہ میں فجار کی لڑائی
بنو ہوازن اور قریش کے درمیان ہوئی۔ آپ بھی اپنے چچا
ابو طالب کے ساتھ قریش کی طرف سے شریک ہوئے۔ اور
کافی ثبوت اپنی بہادری کا دیا۔

۲۵ برس کی عمر میں خدیجہ کا مال لیکر شام کو روانہ ہوئے[1]

اس زمانہ سے پچیس برس کی عمر تک آپ نے کسی بڑے کام میں دست اندازی نہیں
کی جب عمر شریف پچیس سال تک ہوئی تو آپ خاندان قریش کی ایک
بیوہ عورت خدیجہ کا تجارتی مال لیکر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ آپنے

---

[1] خدیجہ نے حضرت کے ہمراہ اپنا غلام میسرہ نام کردیا تھا حضرت ایک مدت کے
سایہ کے نیچے ٹھہرے وہاں صومعہ راہب تھا اوس نے کہا اس درخت کے نیچے

اس عمدگی اور دیانت داری سے اس کام کو انجام دیا کہ حضرت خدیجہؓ کے دل میں آپکی عظمت اور محبت ہوگئی۔ اور انہوں نے آپ سے نکاح کی خواہش کی۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہونا

خدیجہؓ کے باپ خویلد فجار کی لڑائی میں یا اس سے قبل مقتول ہو چکے تھے اس لیئے خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد نکاح کے ولی ٹھہرے۔ خدیجہؓ قوم قریش میں بہت مالدار تھیں ہم وطنوں میں آپکی وقعت و عزت اس نکاح کی وجہ سے بہت بڑھ گئی۔ حضرت خدیجہؓ سے آپکو محبت تھی۔ عموماً عرب میں تعداد ازواج کی رسم جاری تھی لیکن آپ نے حضرت خدیجہؓ کی زندگی تک دوسرا نکاح نہیں کیا۔ نکاح کے بعد آپ نے اون کے کاروبار کا نہایت عمدگی سے انتظام کیا۔

حضرت خدیجہ کے بطن سے اولاد

حضرت خدیجہؓ کے بطن سے چار بیٹی اور

بقیہ شرح صفحہ ۱۰ - کوئی سوا پیغمبر کے نہیں اترتا ہے۔ میسرہ کہتے ہیں کہ جب دھوپ گرم ہوتی دو فرشتے آکر آپ پر سایہ کرتے۔ جب آپ اس سفر سے واپس آئے تو اسی سال حضرت سے خدیجہ کا نکاح ہوا اس وقت عمر آپکی ۲۵ برس دو ماہ دس دن کی تھی یہ پیشہ سفر

چار بیٹیاں ہوئیں سب سے پہلی اولاد قاسم تھے جن کے نام سے حسب دستور عرب آپکی کنیت ابو القاسم ہوئی۔ قاسم کے بعد زینب۔ رقیہ۔ کلثوم فاطمہ۔ طیب۔ طاہر اور عبد اللہ پیدا ہوئے۔ فرزندوں کی وفات صغر سنی میں ہوئی لیکن بیٹیاں جوان بھی ہوئیں اور بیاہی بھی گئیں

ازواج مطہرات کی تعداد

آپ کے ازواج مطہرات کی تعداد میں اختلاف روایات ہے لیکن اکثروں کا اتفاق اسپر ہے کہ ازواج کی تعداد گیارہ تھی جن کے علاوہ دو لونڈیاں بھی تھیں۔ انہیں لونڈیوں میں سے

سلسلہ اول خدیجہ مہران کا ساڑھے بارہ اوقیہ تھا عمر انکی ۴۰ سال اور حضرت کی ۲۵ سال۔ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ دوم سودہ بنت زمعہ دوسرے سال نبوت کے انکا نکاح ہوا۔ خلافت عمرؓ میں ان کا انتقال ہوا۔ سوم عایشہ بنت ابی بکرؓ ۶ سال کی عمر میں نکاح ہوا۔ ۹ سالہ عمر میں رخصت ہوئے ۱۸ سالہ عمر میں حضرت کا انتقال ہوا۔ ان سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں ۵۸ھ میں انتقال ہوا ان کے فضائل بہت ہیں۔ چہارم حفصہ بنت عمر بن خطاب ان کا مہر چار سو درہم تھا۔ ۶۰ حدیثیں ان سے مروی ہیں ماہ شعبان ۴۵ھ میں انتقال کیا۔ پنجم زینب بنت خزیمہ ۳ھ میں نکاح ہوا۔

ایک لونڈی ماریہ قبطیہ کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے لیکن اُنھوں نے بھی صغر سنی میں انتقال فرمایا۔

آنحضرت نے حلف الفضول کو دوبارہ قایم کیا

اس وقت تک آنحضرت دنیا کے حال سے ناواقف تھے اب آپ نے اپنے اہل وطن میں اس طرح نام پیدا کیا کہ ایک قدیم معاہدہ کو جسے حلف الفضول کہتے تھے اور جس کا یہ مقصد تھا کہ اندرون دیوار ہاے مکہ شرور اور بدعتیں نہ ہونے پاویں دوبارہ قایم کرکے ضعفا اور مظلومین کی حفاظت کے لئے جدید معاہدہ کیا۔

عثمان بن حویرث ایک عرب نصرانی کی سازش

۲۵ برس کی عمر میں آپ نے ایک بہت بڑا کار نمایاں حب الوطن کا کیا اور وہ یہ تھا کہ عثمان ابن حویرث

بقیہ شرح صفحہ ۱۲ — مہر چار درہم - دو ماہ تین دن زندہ رہکر انتقال کیا۔ ششم - ام سلمہ آخر شوال میں ان سے نکاح اور ۵۹ھ میں انتقال ہوا۔ ان سے ۲۸ حدیثیں مروی ہیں۔ ہفتم زینب بنت جحش ۵ھ میں نکاح ۲۰ھ میں انتقال ہوا۔ ہشتم - جویریہ بنت الحارث - مہر انکا چار سو درہم - انتقال ۵۶ھ میں ہوا۔ نہم ریحانہ بنت یزید ۶ھ میں نکاح ۱۰ھ میں انتقال۔ دہم ام حبیبہ بنت ابی سفیان ۴۴ھ میں انتقال ہوا۔ یازدہم بنت حیی انکا مہر انکی آزادی تھی ۵۰ھ میں انتقال ہوا۔ دوازدہم میمونہ بنت الحارث ان سے ۷۶ حدیثیں مروی ہیں ۵۱ھ میں بعمر ۸۰ سال انتقال ہوا۔

ایک عرب نصرانی نے قیصر روم سے مال و زر لیکر اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ مکہ میں یونانیوں کی عملداری کرا دے گا۔ آنحضرت نے اُس کا ارادہ معلوم کر کے اپنی حسن سعی سے اس کوشش میں ناکام رکھا۔

علیؓ کی پرورش آنحضرتؐ نے اپنے ذمہ لی

ابو طالب کثیر الاولاد تھے اور اتنی مقدرت نہ رکھتے تھے کہ اون کی پرورش و پرداخت بخوبی کرتے۔ آپ نے اپنے عم دلدار کا بار منت و احسان اس طرح اپنی گردن سے اتارا کہ اون کے فرزند علیؓ کو خود تعلیم و تربیت کی اور اپنے چچا عباس کو سمجھایا کہ ایک بیٹے کو لیکر متبنٰی بنائیں۔ چنانچہ اُنھوں نے جعفر ابن ابو طالب کو فرزند بنایا۔

زید کا حضرت خدیجہؓ سے لیکر آزاد کرنا

قریب اُسی زمانہ کے آپ نے ایک نوجوان عرب زید بن حارث کو جسے اوس کے قبیلہ مخالف نے حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے کے ہاتھ فروخت کر ڈالا تھا اور اونھوں نے خدیجۃ الکبریٰؓ کو نذر دیا تھا آپ نے حضرت خدیجہؓ سے لیکر آزاد کر دیا اور اس طرح اپنی رحیمی و کریمی کا ثبوت اہل وطن کو دیا۔

آپکی خلوت پسندی اور نزول وحی

آپکے اظہار نبوت کا زمانہ جس قدر قریب ہونے لگا اوسی قدر آپ نے خلوت پسندی اختیار فرمائی۔ آپ توشہ لیکر

غار حرا میں خلوت گزیں رہتے اور مراقبۂ الہٰی میں مصروف رہتے تھے آپ ایسی حالت میں تھے کہ ایک مرتبہ ایک فرشتہ آپکو دکھائی دیا جس نے پاس آکر بحکم خداوند عز و جل فرمایا اِقْرَاْ یعنے پڑھ - آپ نے فرمایا کیونکر پڑھوں مجھے پڑھنا نہیں آتا یہہ سنکر فرشتہ نے آپکو زور سے دبایا اور کہا "اِقْرَاْ" آپ نے دوبارہ وہی جواب دیا اور دوبارہ فرشتہ نے دبا کر کہا "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ" یعنے پڑھ اپنے خدا کے نام سے اور اوس کے بعد وہ فرشتہ آپکو خدا کا پیغمبر اور اپنے تئیں خدا کا فرشتہ بتا کر اور توحید اور چند الہامی کلمات سکھا کر غائب ہوگیا[۱]

حضرت خدیجہؓ کا آپکو ورقہ بن نوفل کے پاس لیجانا اس وقت آپکی عمر ۴۰ سال کی تھی اور یہہ پہلا موقع نزول وحی کا تھا - آپ پر اس کا بہت خوف طاری ہوا آپ

[۱] ۴۰ سال ۴۰ روز یا دس دن یا دو ماہ روز دوشنبہ ۱۷ شب رمضان آپ غار حرا میں تھے کہ جبرئیلؑ نے آ کے آپکو سورۂ اقرا پڑھانا شروع کیا پھر حضرت کو لیکر اترے پہاڑ سے زمین پر جبرئیلؑ نے زمین کو پاؤں سے ٹھوکر مارے - ایک چشمہ پانی نکلا جبرئیلؑ نے وضو کیا اور حضرتؐ سے کہا تم بھی اسیطرح کرو - دو رکعت نماز پڑھائی اور کہا اَلصَّلٰوۃُ ھٰکَذَا پھر غائب ہوگیا -

فوراً حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے کمل اڑہاؤ۔ جب آپکا خوف دور ہوا تو آپ نے کل ماجرا حضرت خدیجہ رض کے روبرو بیان کیا۔ ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ رض کے چچازاد بھائی مکہ میں بہت بڑے کاہن تھے حضرت خدیجہ آنحضرت کو اونکے پاس لے گئیں اور کل واقعہ اُن سے بیان کیا۔ ورقہ نے کہا وہ فرشتہ جبرئیل ع تھا جو اس سے قبل اور نبیوں پر وحی لایا کرتا تھا اور آپ نبی آخرالزماں ہیں۔ ورقہ نے یہ بھی کہا کہ قوم آپکو بہت تکلیف دیگی اور ملک سے خارج کردے گی اور اگر میں اوس وقت تک زندہ رہا تو آپکی بہت امداد کروں گا۔

طریقہ نزول وحی | اس واقعہ کے بعد چند روز تک فرشتوں کا دیکھنا اور آوازوں کا سننا (جو ایک طریقہ نزول) وحی کا تھا جیسا کہ آپنے فرمایا ہے کہ وہ کبھی گھنٹہ کی آواز کی طرح آتی ہے اور مجھ پر یہ بہت سخت ہوتی ہے پھر مجھ سے منقطع ہو جاتی ہے اور میں اُسے یاد رکھتا ہوں اور کبھی فرشتہ آدمی کی صورت میں مجھ سے کلام کرتا ہے اور میں اوسے یاد رکھتا ہوں) موقوف رہا =

سورۂ رسالت کی ابتدائی آیتوں کا نزول | آپکی عمر شریف کا چالیسواں سال
پورا ہو چکا تھا کہ عالم مراقبہ میں آپکے قلب منور کو اس امر کا احساس ہوا
کہ وہی روحانی صورت جو پہلے غار حرا میں دکھائی دی تھی اور آپکو
خدا کا پیغمبر اور اپنے تئیں خدا کا فرشتہ بتا کر خدا کی ذات و صفات
کے متعلق تعلیم دی گئی تھی اب یہہ مقدس پیغام دیتی ہے "یَا اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ
قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ وَالرُّجْزَ فَاہْجُرْ
وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ
فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ"
یعنے اے کپڑے میں لپٹ کر پڑنے والے اٹھہ اور اپنی گمراہ قوم کو
مخلوق پرستی اور بداعمالی کے نتیجوں سے جو اس دنیا سے گذرنیکے
بعد پیش آنے والے ہیں ڈرا اور بت پرستوں کے مقابلہ میں جو بیچ
ناچیز بتوں کی بڑائی اور تعریف کرتے ہیں اپنے خدائے قادر مطلق
کی عظمت و بزرگی ظاہر کر اور پاکی اور پاکیزگی اختیار کر اور شرک
اور بت پرستی کی نجاست و ناپاکی سے (جس میں اسکی قوم لتھڑ رہی
تھی) اپنے کو بچا اور اس سبب سے بڑی نیکوں یعنے گمراہی

وضلالت سے چھڑاسے اور نجات ابدی اور حیات سرمدی کی سیدھی
راہ دکھانے کا احسان لوگوں پر مت رکھہ تاکہ ہمارا لطف و احسان
تجھپر زیادہ ہو اور اس مشکل کام میں جو تکلیفیں اور اذیتیں تجھکو
پہونچیں اون کو خالص خدا کے لئے جھیل اور یقین جان کہ جب
صحراے محشر میں خلایق کے حاضر ہونیکے لئے صور پہونکا جائیگا
تو وہ دن خدا کے ساتھہ کسی مخلوق کو شریک کرنے والوں اور جزا و
سزا کے نہ ماننے والوں کے لئے نہایت ہی مشکل ہوگا ۔

آپکا اپنے اہلبیت کو دعوت اسلام دینا۔

ان آیات شریفہ کے نازل ہوتے ہی
آپ فرمان الہی کی بجا آوری کے لئے کھڑے ہوئے اور سب سے
پہلے اس امر عظیم کا اظہار اپنے اہلبیت سے فرمایا اور آپکی خلیلہ
جلیلہ خدیجۃ الکبری رض سے جو نہایت عاقلہ بی بی تھیں اور پندرہ
برس کے رات و دن کے تجربہ سے آپکے صفات دیانت و امانت
وراست بازی وغیرہ سے بخوبی واقف تھیں بلا تامل آپکی تصدیق
کی اور اون کے بعد آپ کے چچازاد بھائی حضرت علی رض ۔ ابابکر صدیق رض
(جن کا نام عبد اللہ ابن ابی قحافہ تھا) آپکے آزاد کردہ غلام زید بن حارث رض

عثمان بن عفانؓ ۔ عبدالرحمن بن عوف ۔ سعد بن ابی وقاص ۔
زبیر بن عوام ۔ طلحہ بن عبید اللہ ۔ جعفر بن ابی طالب ۔ ابوذر عمار
بن یاسر ۔ ابوعبیدہ بن جراح ۔ سعید بن زید ۔ بلالؓ بن رباح ۔
اور اور سعادتمندان ازلی جن میں مختلف درجہ کی عورتیں بھی شامل
تھیں یکے بعد دیگرے نور اسلام سے مشرف اور عبودیت
الٰہی کے معترف ہوئے ۔

آنحضرتؐ نے کوہ صفا پر چڑھکر قریش کو پکارا اور توحید کی ترغیب دی

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے کوہ صفا پر چڑھکر قریش کو پکارا اور سب کے
جمع ہونے پر آپنے اون سے یہہ استفسار فرمایا کہ اگر میں تم سے یہ
کہوں کہ اس پہاڑ کے نیچے ایک بڑا لشکر پڑا ہے تو تم باور کروگے
یا نہیں سب نے متفق ہو کر یہہ کہا کہ تم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اسلیئے
ہم تمہاری بات غلط نہیں جانتے ۔ جب سبنے اس بات کا اقرار
کرلیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں آنے والے عذاب سے خوف دلاتا
ہوں اور خدا کی وحدانیت جتلاتا ہوں ۔ سب لوگ خلاف توقع
بات سنکر ناراض ہوئے اور ابولہب برا بھلا کہتا ہوا چلا گیا ۔

آنحضرتؐ کا ابتدا میں ویرانوں میں عبادت الٰہی کرنا اور ابو طالب کی ملاقات اور آپکا اُنہیں دعوت اسلام دینا

آپ اکثر ویرانوں میں خدا کی عبادت کرنیکے لئے چلے جاتے تھے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ جب آپ عبادت الٰہی میں مشغول تھے ابو طالب کا وہاں سے گذر ہوا۔ آپکو ایسی حالت میں دیکھکر انہوں نے پوچھا کہ "اے میرے بھائی کے بیٹے یہہ کس دین کی تو پیروی کر رہا ہے" آپ نے فرمایا یہہ خدا کے پیغمبر ہمارے دادا ابراہیمؑ کا مذہب ہے جس کے لئے خدا نے مجکو بھیجا ہے۔ آپنے ابو طالب کو بھی دعوت اسلام دی۔ لیکن اُنہوں نے یہہ کہا کہ اے میرے بھتیجے میں اب بڈھا ہوں اور اپنے باپ دادا کے مذہب کو ترک نہیں کر سکتا۔ لیکن جبتک میں زندہ ہوں کیا مجال کہ کوئی شخص تمہارا بال بیکا کر سکے۔

آنحضرتؐ کا اپنے قبیلہ کے لوگوں کو دعوت اسلام دینا۔

تین برس کی تھوڑی سی کامیابی کے بعد اُس محبت و شفقت کے تقاضے سے جو آپکو اپنی قوم اور خصوصاً اپنے اہل خاندان سے تھی یہہ ارادہ کرکے کہ وہ بھی ربانی روشنی سے مستفیض کریں اپنے خاندان کے لوگوں کو جو شمار میں کم و بیش چالیس تھے اور جن میں آپکے چچا ابو طالب ۔ حمزہ ۔

عباس اور ابولہب بھی شامل تھے دعوت کی تقریب سے جمع کیا۔ اور جب اکل وشرب سے فراغت ہو چکے تو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے اولاد عبد المطلب میں تمہارے لئے ایک ایسی چیز لایا ہوں جو بے شبہ دنیا و آخرت کی بہتری ہے اور یقین کرو کہ خدا تعالیٰ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ میں تم کو اوس کی اطاعت کی طرف بلاؤں۔ پس تم میں کون ایسا ہے جو اس امر عظیم میں میرا بوجھ اوٹھاسے۔

آنحضرتؐ کا قریش وقبایل عرب کو دعوت اسلام دینا	جب آنحضرتؐ نے اپنے اہل خاندان پر اپنے موعظ کا کچھ اثر نہ دیکھا تو حرم کعبہ میں تشریف لاکر اُس

پتھر پہ کھڑے ہوئے جو آپکے جدامجد اسمٰعیلؑ نے نصب کیا تھا۔ اور بہ آواز بلند فرمایا "اے گروہ قریش وقبائل عرب میں تم کو خدا کی توحید اور اپنی رسالت کی طرف بلاتا ہوں پس اُسکو مانو اور شرک و بت پرستی چھوڑ دو تاکہ عرب وعجم دونوں کے بادشاہ ہو جاؤ اور آخرت کی بادشاہت بھی تمہاری ہو" کفار اس کلام کو سنکر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ محمدؐ (نعوذ باللہ) مجنون ہو گئے۔ کفار ناہنجار آپ کے پند و نصایح کی حقارت و استہزا کرتے تھے جو آپ کے لئے برائی۔ تھی

سب تکلیفوں سے زیادہ سوہان روح تہا۔[الف]

آنحضرت کا بتوں کی مذمت کرنا اور قریش کا غضبناک ہونا

کچھ عرصہ تک آپ نے صرف توحید کے وعظ پر قناعت فرمائی لیکن جب آپ نے دیکھا کہ لوگ پتھر اور لکڑی کے ناپاک بتوں کو خدائے قدوس کی عبادت میں شریک کرتے ہیں تو آپ نے علانیہ اون کے بتوں کی مذمت اور دین اسلام کی حقانیت بیان فرمانا شروع کی اور اوس میں یہانتک اصرار فرمایا کہ جہلائے قریش کو طیش آگیا اور ابو طالب کو کہلا بھیجا کہ آپکو اون کے دین کی ہجو سے روکیں۔ جب کفار نے اس کا کچھہ اثر نہ دیکھا تو چند بڑے بڑے رئیس مجتمع ہوکر ابو طالب کے پاس گئے اور اون سے کہا کہ ہم آپکے بزرگی اور جلالت کی قدر کرتے ہیں اب صبر نہیں ہوتا یا تو محمد کو اس حرکت سے باز رکھیئے یا ہم کو یا اونکو

[الف] سال ہشتم نبوت میں حضرت سے ایک معجزہ بہی کفار نے طلب کیا کہ کوئی نشانی دکھاؤ۔ چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک ٹکڑا ابو القبیس پہاڑ پر دوسرا نیچے۔ یہہ حالت غروب آفتاب تک رہی۔ اہل ایمان کا ایمان زاید ہوا کفار کو حسد زاید ہوا جو آجتک دنیا میں مشہور ہے فقط

بحال خود چھوڑ دیجئے تاکہ ہم دونوں میں سے ایک فنا ہو جاوے۔
ابوطالب نے آپکو اس سے مطلع کیا اور کہا اپنی اور میری جان کو
ہلاکت سے بچاؤ۔ اور اتنا بوجھ مجھپر نہ ڈالو جو میری طاقت سے زیادہ
ہو۔ جس سے آپکو یہہ گمان ہوا کہ ابوطالب حمایت و نصرت سے
دست بردار ہوا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا" اے چچا اگر یہ لوگ
اس مطلب سے کہ میں اس امر عظیم کی بجا آوری چھوڑ دوں۔ آفتاب
و مہتاب کو میرے دائیں اور بائیں ہاتھہ پر لا رکھیں تو بھی میں اسکو
ہرگز ترک نہ کروں گا تاوقتیکہ خدا اپنے دین کو سب ادیان پر غالب
کر دے یا میں ہی اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں"۔ ابوطالب نے
کہا اے میرے بھائی کے بیٹے سدہار اور جو بات تجھکو محبوب و
مرغوب ہے بیدھڑک کر مجھے قسم ہے خدا کی کہ تجھکو ہرگز کسی شئی کیلئے
بھی دشمنوں کے حوالہ نہ کروں گا۔

ابوطالب کا بنی ہاشم کو آنحضرت کی حمایت کے لئے آمادہ کرنا۔

جب قریش نے دیکھا کہ ابوطالب رسول خدا
کی نصرت و حمایت سے ہاتھہ نہیں
اُٹھاتے تو اُنھوں نے اپنی قوم کے ایک رئیس زادہ کو ساتھہ لیا اور

اور ابوطالب کے گھر جاکر کہا کہ بجائے محمدؐ کے اسے اپنی فرزندی میں لیجئے اور انہیں ہمارے حوالہ کیجئے تاکہ قتل کریں ۔ ابوطالب نے تلخ و تند جواب دیکر انہیں رخصت کیا لیکن یہہ معلوم کرکے کہ کفار آپ کے قتل پر تلے ہوئے ہیں اپنے قبیلہ کے لوگوں کو آپکی نصرت وحمایت پر اُبھارا اور سوا سے ابولہب کے جسے اسلام اور بانی اسلام سے عداوت تھی تمام بنی ہاشم آپکی نصرت وحمایت کے لئے آمادہ ہوگئے

قریش کی ایذارسانی قریش کی آتش غضب اس سے اور بھڑک اُٹھی اور گو ابوطالب اور اور اعیان بنی ہاشم کی وجہ سے آپکی قتل کی جرات نہ کرسکے لیکن آپکو اور آپکے اصحاب کو طرح طرح کی اذیتیں پہونچانے لگے ۔ حرم کعبہ میں آپکو نماز نہ پڑہنے دیتے اور آنے جانیں سخت مزاحم ہوتے ۔ غرض ہر طرح آپکے اور مسلمانوں کے درپے آزار رہتے تھے ۔ عمار اور اون کے والد یاسر اور والدہ سمیہ کو ابوجہل نے سخت اذیتیں دیں یہاں تک کہ یاسر اور سمیہ جاں بحق تسلیم ہوکر امت محمدی کے اولیں شہدا ہوئے ۔ بلال بن رباح کے مصائب بھی کچہ کم قابل تحسین تھیں ۔

قریش کا آنحضرت کو دنیاوی لالچ دینا اور آپکا نہایت استغنا سے انکار کرنا

مشرکین اپنی کامیابی کے لئے ایک ہی طریقہ استعمال نہ کرتے تھے جب وہ دیکھتے تھے کہ اذیت و تکلیف کارگر نہیں ہوتی تو نرمی و ملایمت پر آتے تھے چنانچہ ایک روز قوم قریش کا ایک ذی وجاہت اور صاحب مال و منال شخص آپکے پاس آیا اور کہا "ای فرزند برادر تم صاحب اوصاف حمیلہ اور عالی خاندان ہو پھر کیا سبب ہے کہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے اور ہرا اون کی پرستش کی وجہ سے ہم کو احمق و پاگل بناتے اور ہماری قوم میں پھوٹ ڈالتے ہو اگر تمہارا مقصود کسی حسین و جمیل عالی خاندان عورت سے شادی کرنے کا ہے تو جسے تم پسند کرو ہم ابھی اوس سے تمہارا نکاح کر دیں۔ مال و زر اگر مطلوب ہے تو اس قدر جمع کر دیں کہ تم سب سے زیادہ دولت مند ہو جاؤ۔ اگر حکومت یا سرداری کی تمنا ہے تو تمہیں سردار یا بادشاہ بنالیں۔ اگر جن یا بھوتکا سایہ ہو گیا ہے تو اوس کے دفعیہ کی کوشش کریں" یہہ کہکر جب وہ چپ ہوا تو آپنے اُسے سورۂ (حٰمٓ) سنائی اور اُسکی

چکنی چپڑی باتوں پر کچھ بھی توجہ نہ کی اور نہایت بے پروائی اور اطمینان سے اُسے جواب دیکر مایوس کر دیا۔ کفار جب اپنی ان چالاکیوں پر بھی کامیاب نہوسے تو انہوں نے اور زیادہ تکلیفیں اور اذیتیں دینا شروع کیں۔ اس لئے آپ نے مجبور ہوکر اپنے ستم رسیدہ اصحاب کو ہجرت یعنے وطن چھوڑ کر باہر چلے جانے کی ہدایت فرمائی چنانچہ سب سے پہلے پندرہ شخص اپنے خانماں اور اعزہ کو خیرباد کہکر حبش میں جا رہے۔ آخری تعداد ان مہاجرین کی قریب سو کے ہوئی جن میں حضرت جعفرؓ برادر حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بھی شامل تھے۔ دشمنوں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور بہت سے تحائف لیکر بادشاہ حبش کے پاس جو عیسائی تھا گئے۔ اور اوس سے یہ درخواست کی کہ ان مفرورین کو جو اپنے آبائی دین سے منحرف ہوگئے ہیں واپس دیدیجئے۔ بادشاہ نے مسلمانوں کو بلاکر پوچھا کہ وہ دین کیا ہے جس کی وجہ سے تم اپنے آبائی دین سے برگشتہ ہوگئے۔ حضرت جعفرؓ نے ایسے موثر انداز سے تقریر کی اور بادشاہ کی خواہش سے قرآن مجید کی آیتیں ایسی لب ولہجہ سے پڑہیں کہ

کہ بادشاہ اور دربار کے بڑے بڑے پادری جو انجیلیں کھولے بیٹھے تھے زار زار رونے لگے۔ بادشاہ نے قریش کے سفیروں کو دھتکار کر نکالدیا اور مسلمانوں سے کہا کہ بلا خوف وخطر تم یہاں رہو۔ ممکن نہیں کہ کوئی شخص میرے ہوتے ہوئے تمکو تکلیف پہونچاوے

حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کا اسلام لانا سنہ ۵ نبوی

اسی اثناء میں امداد غیبی سے ایک ایسا امر ظاہر ہوا جو اسلام اور بانی اسلام کیلئے نہایت خوشی اور مسرت کا باعث تھا یعنے حضرت عمرؓ جو اس سے قبل اسلام اور اس کے بانی کے سخت دشمن تھے یکایک اسلام سے مشرف ہوئے ان کے اسلام لانے کے متعلق روایات مختلف ہیں لیکن جسپر اکثر اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ ابوجہل نے اس امر کا اعلان کیا تھا کہ جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اون کا سر میرے پاس لاوے گا اوسے سو اونٹ اور چالیس ہزار درہم انعام دونگا۔ حضرت عمرؓ نے کچھ تو لالچ سے اور کچھ غیرت سے یہہ کام اپنے ذمہ لیا اور تلوار گلے میں حمائل کر کے اس ناپاک قصد سے نکلے۔ راہ میں نعیم بن عبد اللہ نے اونکا ارادہ

معلوم کر کے کہا کہ پہلے گھر کی خبر لو کہ تمہاری بہن اور بہنوی دونوں
مسلمان ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ کو یہہ سنکر بہت طیش آیا اور
سیدہی بہن کے یہاں گئے۔ اتفاقاً وہ اور اوس کا خاوند اصحاب
رسول اللہ میں سے ایک شخص سے جو اون کو قرآن پڑہایا کرتا تھا
سورۂ (طٰہٰ) پڑہ رہے تہی کہ یکایک حضرت عمرؓ آن پہونچے
اور یہہ لوگ اون کی آہٹ پاکر چپ ہو گئے اور وہ کاغذ جسمیں
آیات قرآنی تحریر تہیں چہپا لیا۔ حضرت عمرؓ نے طیش میں آکر بہنوئی
کو مارنا شروع کیا اور اپنی بہن کو جو اپنے خاوند کے بچانے کو اٹہی
اس قدر مارا کہ اوس کے سر سے خون نکل آیا۔ عہد و پیمان کے بعد
حضرت عمرؓ نے وہ کاغذ لیکر پڑہا اور اون کے دل پر کچہ ایسا اثر پڑا
کہ آئے تو آنحضرت کے قتل کے ارادہ سے تہی مگر جاتے ہی قدموں پر
گرے اور عرض کیا کہ مجہکو بھی دولت اسلام سے مالا مال فرمائیے
اور پھر سیدہی حرم کعبہ میں آکر علانیہ کہدیا کہ میں تو محمدؐ اور اونکے
خدا پر ایمان لے آیا اور تمام دن مشرکوں کے ساتہہ لڑائی اور
مار پیٹ میں گذارا۔ قریب اسی زمانہ کے حضرت کے عم مکرم حمزہؓ نے بھی

اسلام قبول کیا اور کفّار کو ان دونوں صاحبوں کی قبولیت اسلام سے بہت رنج و نقصان پہونچا۔

آنحضرت صلعم کے برخلاف قریش کا باہم عہد کرنا اور بنی ہاشم کا تین سال تک مبتلای مصیبت رہنا

سفارت حبشہ کی ناکامیابی اور حضرت عمرؓ وحضرت حمزہؓ کی قبولیت اسلام نے مشرکین کے غیظ وغضب کو اور زیادہ بھڑکا دیا چنانچہ انہوں نے جھلا کر باہم یہہ عہد کیا کہ بنی ہاشم سے کسی قسم کا میل جول نہ رکھیں گے اور نہ انکی بیٹی لیں گے نہ انکو دیں گے۔ اور اس غرض سے کہ کوئی شخص منحرف نہو۔ یہ عہدنامہ ایک کاغذ پر لکھکر کعبہ کے اندر لٹکا دیا۔ بنی ہاشم پہاڑ کے اندر پناہ لینے پر مجبور ہوئے

شرح نمبر(۱)۔ (معجزۂ کبریٰ آنحضرت) جب کفار نے دیکھا کہ عمر بن الخطاب بھی مسلمان ہوگئے اور مسلمانوں کو غلبہ ہے اور قبائل میں اسلام پھیل گیا ہے تو کفار نے اس بات پر اتفاق کیا کہ حضرت کو قتل کر ڈالیں۔ یہہ خبر ابوطالب کو پہونچی انہوں نے بنی ہاشم و بنی مطلب کو جمع کیا اور حضرت کو اپنے شعب میں داخل کیا۔ یہ کام براہ حمیت عادت جاہلیت کیا۔ قریش نے باہم مشورہ کیا کہ ایک خط لکھیں اوس میں یہہ عقد ہو کہ ہم بنی ہاشم اور

اور کافروں نے دانہ پانی بہیجنا بالکل بند کردیا اور کامل طور پر تین برس تک یہی ظلم وستم جاری رکہا۔ رسد اور پانی کے نہ پہونچنے سے بنی ہاشم جاں بلب ہوگئے تہے کہ اتنے ہیں بیرونی لڑائیوں کی وجہ سے کفار قریش کی سازش شکست ہوگئی اور بنی ہاشم کی جان بچی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض اور ابوطالب کا انتقال

اب اگرچہ تین برس بعد اس عذاب سے نجات ہوئی لیکن چند ہی مہینے بعد آپکی ۲۵ سال کی رفیق

بقیہ شرح صفحہ ۲۹ - بنی مطلب سے مناکحت و مبایعت نہ کریں گے اور نہ صلح ہماری اون کے ساتہہ ہوگی جب تک وہ محمد کو قتل کے واسطے ہمارے حوالہ نہ کریں۔ یہہ عہد نامہ بخط منصور بن عکرمہ بن ہشام لکہا گیا اوس کا ہاتہہ خشک ہوگیا وہ خط اندر کعبہ کے غرہ محرم ۷ نبوی کو لٹکایا وہ تین برس تک یہی حال رہا۔ یہاں تک قریش نے غلہ کو روک دیا۔ مسلمان کچہہ خفیہ طور پر حاصل کر لیتے۔ پھر اون میں کچہہ پہوٹ پڑ گئی اس عہد نامہ میں اللہ نے حضرت کو خبر دی کہ دیمک نے سارا مضمون کہا لیا بجز نام خدا کے کچہہ باقی نہ چہوڑا۔ حضرت نے یہہ خبر ابوطالب کو دی۔ تب

وفادار بیوی خدیجۃ الکبریٰؓ نے ۶۵ برس کی عمر میں اور اون کی چند ہی روز بعد آپکے جان نثار چچا ابو طالب نے وفات پائی جس سی آپ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

بنی ہاشم کی کماحقہ حفاظت نہ کرسکے۔ | بنی ہاشم اپنے سردار کے گذر جانے سے آپکی کماحقہ حفاظت نہ کر سکے اور جو اذیتیں اور ذلتیں مشرکین آپکو پہونچارہے تہی اون میں اور زیادہ شدت ہوئی۔

آنحضرت کا طائف تشریف لیجانا اور قوم بنی ثقیف کو دعوت اسلام دینا۔ | سلہ آپکو قطعی ناامید ہوگئی کہ قریش بت پرستی سے باز نہ آئیں گے پس یہ خیال فرماکر شاید بنی ثقیف کو خدا اسلام کی توفیق دے اور وہ حمایت و حفاظت

بقیہ شرح صفحہ ۳۰ ۔ دس سال کے بعد حضرت باہر تشریف لائے اوسی سال آخری ذی قعدہ میں ابو طالب کا انتقال ہوا۔ تین دن کے بعد حضرت خدیجہؓ نے انتقال کیا = وکذا فی مواھب اللدنیا۔

سلہ سال دس نبوت میں حضرت طائف و ثقیف کے گئے۔ بعض نے کہا تنہا گئے بعض نے کہا آپکے ساتھ زید بن حارث تہا۔ موت خدیجہؓ اس سال سے تین ماہ بعد واقع ہوئی ۲ شوال سنلہ نبوت میں۔ ۱۲ ر

آمادہ ہوں۔ آپ اپنے وفادار غلام زید بن حارث کو ساتھہ لیکر متوکلاً علی اللہ شہر طائف کو تشریف لے گئے مگر وہاں کے لوگوں کو بھی توفیق اسلام نہوئی بلکہ قوم قریش کی طرح اونکو بھی طیش آیا اور اونہوں نے یہاں تک بدسلوکی کی کہ کمینہ لوگوں کا ایک انبوہ کثیر بُرا بھلا کہتا اور غل مچاتا ہوا تمام دن آپکو گھیرے رہا۔ آپ مجبوراً تین روز بعد وہاں سے تشریف لائے ۔ راہ میں ایک درخت خرما کے نیچے بھوکے پیاسے بیٹھکر آپنے بارگاہ احدیت میں [سلہ]

شرح سلہ ۔ صحیح واقعہ یہہ ہے کہ ۲۷ شوال سنلہ نبوت سے بعد انتقال خدیجہ و ابوطالب کے طائف تشریف لیگئے طائفہ کے سرداروں نے کچھ حمایت نہ کی بلکہ غلاموں اور احمقوں کو سنگ باری میں لگادیا۔ اللہ کے راستہ میں حضرت کے ہر دو پاؤں مبارک خون آلودہ ہوگئے۔ جب زیادہ چوٹ لگتی تو بیٹھ جاتے تھے پھر چلتے۔ یہاں تک کہ سر مبارک بھی زخمی ہوا۔ جب دیوار عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ تک پہونچے تو مشرکین واپس گئے۔ حضرت ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے غمگین۔ پسران عتبہ نے دیکھا انکو رحم آیا۔ عداس نامی غلام نصرانی کو بلاکر کہا کہ یہہ ایک خوشہ انگور طبق میں

یہہ دعا کی کہ "اے غفور و رحیم تو ہی غریبوں کا والی اور ضعیفوں کا
پشت پناہ اور تو ہی میرا پروردگار ہے پس مجھکو چھوڑ نہ دے اور
غیروں کا اور دشمنوں کا شکار مجھے نہ بنا۔ اگر تو مجھہ سے راضی ہی
تو مجھہ مجھکو کیا پروا ہے میں تیری وجہ قدرت کے نور میں پناہ لیتا ہوں

بقیہ شرح صفحہ ۳۲۔ رکھکر اس شخص کے پاس لیجا اور کہہ کہ یہہ تم کہا دو وہ
لے گیا اور حضرت کے سامنے وہ طبق رکھا۔ حضرت نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر
ہاتھہ مبارک رکھا پھر کھایا۔ عداس نے چہرۂ مبارک کی طرف نظر کر کے کہا یہہ
کلام اس شہر کا نہیں حضرت نے کہا تو کس شہر کا ہے اور تیرا دین کیا ہے
اوس نے کہا نصرانی ہوں نینوی کا رہنے والا حضرت نے فرمایا وہ قریہ یونسؑ
بن متی کا ہے۔ عداس نے کہا آپکو کیسا معلوم ہوا۔ فرمایا وہ میرا بھائی تہا وہ
بھی نبی تہا اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس نے قدم مبارک چومنے لگا۔ جب
عداس آیا لوگوں نے کہا کیا ہوا تجھکو یا عداس۔ کہا پابوسی ہو گئی۔ اللہ جبرئیلؑ
کو بھیجا ہمراہ ملک جبال تہا اوس نے کہا اگر تم کہو میں دونوں پہاڑ کو بنی
ثقیف میں منطبق کر دوں اور یہہ لوگ سب تہے حضرت کے جانیکے طائف کو حضرت
نے فرمایا ملک الجبال سے میں امید کرتا ہوں کہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ

جس نے تاریکی کو پراگندہ کر دیا ہے اور دنیا و آخرت میں سلامتی بخشتی ہے۔ خداوندا اپنا غضب مجھپر نازل نہ کر اور معینوں کو اس طرح دفع کر جس طرح تیری مشیت کا مقتضی ہوا"۔ اس وقت کی زار و زبون حالت کا اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور اوسکے بھائی شیبہ جیسے سنگ دلوں سے بھی نہ دیکھا گیا اور اونھوں نے ترس کھا کر تھوڑے سے انگور آپکے لئے بھیجے جنھیں کھا کر آپ نے شکر خدا کیا۔ آپ نے مایوس ہو کر قریش کو پند و نصایح کرنا چھوڑ دیا۔

مدینہ کے چند شخصوں اور پھر بہت سے لوگوں کا آکر بیعت کرنا۔

آپ صرف اون قبائل کو جو حج وغیرہ کے لئے آتے تھے دعوت اسلام فرماتے تھے مگر ان میں سے بھی کسیکو قبول اسلام کی توفیق نہ ہوئی بجز یثرب کے

بقیہ شرح صفحہ ۳۳ ـ وہ اللہ کی عبادت کریں گے۔ ملک الجبال نے کہا تم ایسے ہو جیسے تمہارا نام اللہ نے رکھا رؤف رحیم۔ کذا فی تفسیر سورۂ احقاف

شرح نمبر (۱) یہ مصنف نے خلاف اصل لکھا۔ حضرت نے کبھی پند و نصائح کو نہیں چھوڑا اسد الغابہ میں لکھا ہی کہ حضرت جب طائف سے پھرے ابن عدی سے امن طلب کیا اوس نے امن دیا۔ حضرت کے ساتھ

چهه شخصوں کے جنهوں نے کلام الهی سنا اور مشرف باسلام هوئے دوسرے
سال ان میں سے پانچ شخص نهایت شوق کے ساتهه پهر آپکی زیارت
اور کعبه کے طواف کے لئے آئے اور اُس خزرج کی طرف سے جو
یثرب کے دو بهت بڑے قبیله تهے سات آدمی بطور وکیل اپنے ساتهه
لائے اور اوسی جگه وه بهی مشرف باسلام هوئے جهاں یهه هوئے تهے
اور یهه عهد کیا که کسی چیز کو خدا کا شریک نه بنائیں گے ـ چوری اور
حرام کاری نه کریں گے ـ قتل اولاد کے مرتکب نه هوں گے یعنے
نه اون کو بتوں پر چڑهائیں گے اور نه غیرت یا افلاس کی وجه سے

بقیه شرح صفحه ۳۴ ـ مسجد میں آیا ـ ۳ ـ ۲۳ شب ذی قعده میں نزول آیتکا نخله
مقام میں هوا اُس جگه سات جن نے قرآن سُنا اسلام لائے ـ یه شام کے
تهے ـ جب اپنی قوم پاس پهونچے تو کها اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ
اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۵ ـ سنه نبوت سے
انصار نے اسلام لانا شروع کیا ـ حضرت گهر بگهر جاکے منزلوں میں وعظ فرماتی اور فرماتے
کون میری مدد کرے که میں تبلیغ اسلام کروں ـ یهاں تک که انصار نے
آنا جانا شروع کیا اور اسلام پهیلا ـ

جس نے تاریکی کو پراگندہ کر دیا ہے اور دنیا و آخرت میں سلامتی بخشتی ہے۔ خداوندا اپنا غضب مجھپر نازل نہ کر اور مصیبتوں کو اس طرح دفع کر جس طرح تیری مشیت کا مقتضی ہوا۔" اس وقت کی زار و زبون حالت کا اس سے قیاس ہو سکتا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور اوسکے بھائی شیبہ جیسے سنگ دلوں سے بھی نہ دیکھا گیا اور اُنھوں نے ترس کھا کر تھوڑے سے انگور آپکے لئے بھیجے جنھیں کھا کر آپ نے شکر خدا کیا۔ آپنے مایوس ہو کر قریش کو پند و نصایح کرنا چھوڑ دیا۔[1] آپ صرف اون قبائل کو جو حج وغیرہ کے لئے آتے تھے دعوت اسلام فرماتے تھے مگر ان میں سے بھی کسیکو قبول اسلام کی توفیق نہ ہوئی بجز یثرب کے

مدینہ کے چند شخصوں اور پھر بہت سے لوگوں کا آکر بیعت کرنا۔

بقیہ شرح صفحہ ۳۳ — وہ اللہ کی عبادت کریں گے۔ ملک الجبال نے کہا تم ایسے ہو جیسے تمہارا نام اللہ نے رکھا رؤف رحیم۔ کذا فی تفسیر سورۂ احقاف

شرح نمبر (۱) یہ مصنف نے خلاف اصل لکھا۔ حضرت نے کبھی پند و نصائح کو نہیں چھوڑا۔ اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ حضرت جب طائف سے پھرے ابن عدی سے امن طلب کیا اوس نے امن دیا۔ حضرت کے ساتھ

چھہ شخصوں کے جنہوں نے کلام الٰہی سنا اور مشرف باسلام ہوئے دوسرے سال ان میں سے پانچ شخص نہایت شوق کے ساتھہ پھر آپکی زیارت اور کعبہ کے طواف کے لئیے آئے اور اُس خزرج کی طرف سے جو یثرب کے دو بہت بڑے قبیلہ تھے سات آدمی بطور وکیل قبیلہ اپنے ساتھ لائے اور اوسی جگہ وہ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ جہاں یہہ ہوئے تھے اور یہہ عہد کیا کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ بنائیں گے ۔ چوری اور حرام کاری نہ کریں گے ۔ قتل اولاد کے مرتکب نہ ہوں گے یعنے نہ اون کو بتوں پر چڑھائیں گے اور نہ غیرت یا افلاس کی وجہ سے

بقیہ شرح صفحہ ۳۴ ۔ مسجد میں آیا ۔ ۲۳ شب ذی قعدہ میں نزول آپکا نخلہ مقام میں ہوا اُس جگہ سات جن نے قرآن سُنا اسلام لائے ۔ یہ شام کے تھے جب اپنی قوم پاس پہونچے تو کہا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۔ ۱۱ سنہ نبوت سے انصار نے اسلام لانا شروع کیا ۔ حضرت گھر بگھر جاکے منزلوں میں وعظ فرماتے اور فرماتے کون میری مدد کرے کہ میں تبلیغ اسلام کروں ۔ یہاں تک کہ انصار نے آنا جانا شروع کیا اور اسلام پھیلا ۔

قتل کریں گے - غیبت وبدگوئی سے پرہیز کریں گے اور ہر امر حق میں
خدا کے رسول کی اطاعت کریں گے اور رنج وراحت میں شریک
حال رہیں گے - یہ عہد عقبہ نامی ایک پہاڑی پر ہوا تھا[۱] اس لئے
اسکو حلف عقبہ اولیٰ کہتے ہیں - جب یہہ لوگ واپس جانے لگے تو
آنحضرت نے عبداللہ[۲] ابن ام مکتوب اور مصعب بن عمیر کو قرآن مجید
اور ارکان اسلام کی تعلیم کے لئے ان کے ہمراہ کردیا - اگلے برس
حج کے موقع پر مصعب -

حلف عقبہ ثانیہ[۳] | مکہ پھر آئے اور بہت سے مسلمان ان کے ساتھ
آپکی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور اپنے مشرک اہل قافلہ سے

---

[۱] یہہ پہاڑ منی کے پہلو میں یہاں اہل مدینہ کو حضرت دعوت اسلام کیا کرتے
تھے - ان لوگوں کو حضرت کا علم تھا یہود ان کو کہا کرتے تھے کہ ایک نبی عنقریب
مبعوث ہوگیا - یہہ لوگ قبیلہ خزرج تھے انہوں نے فوری حضرت کی بات
کو قبول کر لیا تاکہ یہود انپر سبقت نہ کریں = [۲] اس سال عبداللہ بن ام مکتوب
کا جانا صحیح ثابت نہیں کیونکہ یہہ اندھا تھا سوا سے مصعب کے =
[۳] یہ لوگ اہل مدینہ تھے اسلام لائے اور حضرت کے شروط کو قبول کر کے مدینہ کو

پوشیدہ بہتر[۷۲] مردوں اور دو عورتوں سنے عقبہ پہاڑی پراسی طرح بیعت
کی جیسے پہلے چھہ اشخاص سنے کی تہی - ان لوگوں سنے یہہ بھی عہد کیا
کہ اگر آپ اور آپکے اصحاب ہمارے شہر کو اپنے قدوم میمنت لزوم
سے مشرف فرمائیں گے تو ہم ایسطرح حفاظت کریں گے جس طرح اپنی
اولاد وازواج کی کرتے ہیں - آپنے ان میں سے بارہ[۱۲] آدمیوں کو
ان کے اہل قبیلہ کی ہدایت وارشاد کے سلئے منتخب فرمایا -
اگرچہ یہہ معاہدہ ایسے وقت ہوا تہا جبکہ رات سنے مشرکین مکہ کی
آنکھوں پہ پردہ ڈال رکہا تہا لیکن ایک شیطان مشرک نے جو ان
واقعات کو دیکہہ رہا تہا مشرکین مکہ کو اس بات کی خبر کردی اور وہ
لوگ سعد بن عبادہ کو جو منجملہ اون بارہ اشخاص سکے تہا جنہیں آنحضرت
نے منتخب فرمایا تہا مارتے پیٹتے مکہ لے آئے اور ابوجہل سنے حیلہ و
فریب سے عباس بن ربیعہ کو بُلا کر قید کر دیا -

بقیہ شرح صفحہ ۳۶ - واپس گئے اور وہاں جاکر اسلام ظاہر کیا اور اسعد
بن زرارہ نے مدینہ میں اہل اسلام کو جمع کر جمعہ پڑہتے تہے پہر حضرت کے پاس سے قرآن خواں
طلب کیا حضرت نے مصعب بن عمیر کو بہجدیا - اُنکے ہاتھہ ایک جماعت کثیر نے
اسلام قبول کیا - کتب سیر میں بہت طول وطویل ہے ۱۲ -

معراج ۱۱ھ حلف عقبہ اولی اور حلف عقبہ ثانیہ کے درمیان جو زمانہ گذرا وہ بھی منجملہ اون شدید زمانوں کے تھا جو اب تک آپ پر نہایت صعب و شدید گزرے تھے۔ اسی زمانہ میں وہ مشہور و معروف واقعہ ہوا جسے معراج کہتے ہیں اور جس میں آپ پر اسرار و آیات الہی کا انکشاف ہوا اور پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔

اذیتوں سے تنگ آکر آپ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دی جب مشرکین نے بہت اذیتیں دینا شروع کی تو آپ نے مجبور ہو کر مظلوم مسلمانوں کو ہجرت کرنے کی اجازت دی اور بہت سے مسلمان مرد

علہ یہہ واقعہ اوس وقت کا ہے جب عمر آپکی اکاون سال نو ماہ کی تھی آپکو بیداری میں شب شنبہ ۲۷ رجب کو اوٹھا کر بیت المقدس کو لیگئے پھر براق لائے اوس پر سوار کرکے آسمان پر لے گئے۔ اوس رات میں پانچ نمازیں حضرت پر فرض ہوئیں اور اپنے رب کو چشم سر سے دیکھا اور بات کیا اور دیکھنا آپکا رب کو آپکا خاصہ ہے۔ غیر کے حق میں محال ہے صبح کو حضرت نے لوگونکو خبر دی کہ آجکی رات یہ واقعہ ہوا۔ کفار نے انکار کیا اور آپکی تکذیب کی۔ علامات بیت المقدس سے سوال کیا۔ جبرئیل نے اٹھا کر کے بیت المقدس کو نزدیک کر دیا آپ نے سب حال ظاہر کیا حالانکہ حضرت نے کبھی بیت المقدس نہیں دیکھا تھا۔

اور عورتیں جس کو موقع ملا مدینہ کی طرف چلے گئے اور اس طرح مکہ کے گھر کے گھر ویران ہو گئے۔

کفار کا آنحضرت کے قتل کی تدابیر کرنا

جب آپ کے اصحاب دو دو تین تین کر کے یثرب کو چلے گئے اور صرف علی مرتضٰیؓ اور ابوبکر صدیقؓ اور اون کے گھر اسیکے لوگ آپکے پاس رہ گئے تو مشرکین کو یہہ اندیشہ ہوا کہ مبادا کہ آپ بھی نکل جاویں اس لئیے ان کے سرداروں نے ملکر یہہ تجویز کی کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک شخص منتخب کیا جاوے اور یہہ سب لوگ اکٹھا ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر کے قتل کر دیں تا کہ سب قبیلوں کے ذمہ خون لگ جاوے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ کے لوگ تمام قوم کے ساتھہ لڑنا ناممکن سمجھکر خون بہا لینے پر راضی ہو جاویں۔

آنحضرت اور حضرت ابوبکر کا ہجرت فرمانا

قاتل اسی ارادہ سے آپ کے بیت الشرف کے گرد جمع ہوئے لیکن آپکو اس الہام[۱] طبعی نے جو

شرح نمبر (۱) یہہ الہام طبعی کوئی چیز نہیں یہ خلاف شرع الفاظ ہیں یہ وحی تھی جو انبیا کو ہوا کرتی ہے اس سے نیچر لوگ منکر ہیں۔ اہل اسلام کو

ہر ذی حیات کو ہمیشہ حفظ جان پر آمادہ رکھتا ہے اس خوف سے
آگاہ کر دیا۔ آپنے یہ چاہا کہ قاتلوں کا خیال بستر ہی پر جما رہے
اس لئے حضرت علیؓ کو آپنے سبز چادر اُڑھا کر اپنے بستر پر لٹا
دیا اور خود کھڑکی سے نکلکر حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لیگئے
اور اون کو ہمراہ لیکر اوس شہر غدار سے ہجرت فرمائی۔ چند روز
تک مکہ کے جنوب میں ثور نامی ایک پہاڑی کے غار میں دونوں
صاحب پوشیدہ رہے امحضرت عایشہؓ کھانا اور خبریں پہونچاتی رہیں

بقیہ شرح صفحہ ۳۹ ۔ کتابوں سے یہہ ثابت ہے کہ جبرئیل ع نے آکر خبر
دی کہ سب کفار نے تیرے قتل کا ارادہ کر لیا ہے تو بحکم خدا آج مدینہ
کو چلا جا۔ حضرت نے اوس کی فوری تعمیل کی = ۔ شب جمعہ کو عمر
۵۳ سال باہر نکلے رات کو غار ثور میں پہونچے اور شب یکشنبہ اوسی میں
رہے پھر شب دوشنبہ کو غار سے نکلکر دوشنبہ آیندہ کو داخل مدینہ ہو گئے
سفر شریف آپکا آٹھ روز کا تھا = ۔ اس واقعہ عبدالرحمٰن بن
ابی بکرؓ باوجود صغر سنی کے رات کو حضرت و ابوبکرؓ کے پاس غار میں آتا اور
قریش کی خبر لاتا۔ اور پھر راتہی کو واپس مکہ چلا جاتا۔ ابوبکرؓ کا غلام

کفار یہہ معلوم کر کے کہ آنحضرت صحیح وسلامت بچکر نکل گئے بہت رنج ہوا اور اونہوں نے چاروں طرف سوار اور لوگ تلاش کے لئے

بقیہ شرح صفحہ ۱۴۰ - رات کو دودہ لانا حضرت کیواسطے غار میں - عبداللہ بن الاقیط نوکر رکہا راستے کیواسطے - ابوبکرؓ نے قبل چہہ ماہ کے دو ناقہ خریدی تہیں - بعد تین روز کے غار میں غلام ابوبکرؓ وعبداللہ بن الاقیط دونوں نے دونوں ناقہ کو غار میں حضرتؐ کے پاس لائے - اور دونوں کو سوار کر کے مدینہ کو چلے گئے دریا کے راستہ سے ــ

فائدہ ہجرت میں عجائب واقعات ظہور میں آئی ہیں - موضع قدید میں ام معبد پر گذر ہوا وہ جو مسافر گذرتا اوس کو کہانا پانی دیا کرتی تہی - اوس سال قحط تہا حضرت نے گوشت طلب کیا بطور خریدی اوس کے پاس نہ پایا ایک بکری لاغر بندہی تہی حضرت نے پوچہا اوس کو دودہ ہے کہا ہلایہ کیا دودہ دیگی - فرمایا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اوسکو دوہوں کہا ہاں آپ نے ایک برتن میں اوس کو اللہ کے نام لیکر دوہا اوس میں اس قدر دودہ آیا کہ ساری قوم نے پیا اور بچ رہا - پہر دوبارہ دوہا اور چہوڑ کے چلے گئے - ام معبد کا شوہر آیا اوس نے یہہ

روانہ کئے اور آپکے سر مبارک پر سو ناقہ انعام مقرر کیا۔ یہ لوگ
اس غار پر بھی پہونچے جہاں آپ پوشیدہ تھے۔ لیکن خدا کی
قدرت سے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تانا تھا جسے دیکھکر
کافروں کو یہہ خیال ہوا کہ وہاں انسان کا گذر نہیں ہو سکتا
اور اس لئے وہ واپس چلے گئے۔ جب یہہ لوگ غار کے منہ پر
پہونچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بمقتضائے بشریت
خوف زدہ ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ

بقیہ شرح صفحہ ۴۱ ۔ حال بیان کیا بولا یہ صاحب قریش تھا یعنے
نبی۔ اگر میں اوس کو دیکھتا تو اتباع کرتا۔ اون دونوں نے اسلام
قبول کیا اور وہ بکری رات دن اسی طرح دودہ دیتی تھی یہاں تک
خلافت عمر فاروق میں مر گئی = کذا فی سیرت حلبی

زمخشری نے نقل کیا کہ حضرت ام معبد کے خیمہ میں آترے تھے جب سو کے اُٹھے
پانی طلب کیا ہاتھہ دہو کے کلی کی ایک درخت کے نیچے کلی ڈال دیا صبح کو
وہ درخت جنگلی ہو گیا میوہ دار اور سرخ رنگ خوشبو دار میوہ مزہ شہد کا
جو شخص اسی کہانا بھوک پیاس سے سیر ہو جاتا۔ جنگل کے لوگ اُس سے شفا حاصل
حاصل کرتے۔ جانور بھی کہاتے سیر ہو جاتے۔ کذا فی شمامۃ العنبریہ ط ۔

ہم دو ہیں اور یہ بہت - آنحضرتؐ نے فرمایا نہیں ہم تین ہیں ایک خدا جو ہمارا حافظ ہے بیشک خدا کی حفاظت اور نگہبانی نے ایسے چالاک لوگوں کو ایک ادنی کرشمۂ قدرت سے عاجز کر دیا اور اس طرح اپنے رسول کی حفاظت کی ۔

غار سے نکلکر آپکا مدینہ کی طرف روانہ ہونا اور راہ میں سراقہ ابن مالک کا ملنا

اس واقعہ کے تین روز بعد جب جستجو اور شور و شر کم ہو گیا تو آپ سواری پر تشریف غیر معمولی راہ سے عازم یثرب ہوئے - سراقہ ابن مالک قریش کے مقرر کردہ انعام کی طمع سے آپکی تلاش میں نکلا تھا اور آپ تھوڑی ہی دور تشریف لے گئے تھے کہ وہ راہ میں ملا قبل اس کے کہ وہ نزدیک پہونچے اوس کے گھوڑے نے دو مرتبہ ٹھوکر کھائی اور وہ منہ کے بل گرا جس سے وہ اس قدر ہیبت زدہ ہوا کہ چلا کر عرض کیا کہ میرا قصور معاف فرمائیے میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو لوگ آپکی تلاش میں نکلے ہیں سکو پھیر لیجاؤنگا چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا ۔

حضرت علیؓ کا آنحضرت اور حضرت ابوبکرؓ سے بمقام قبا جا ملنا

باوجودیکہ قریش کو آنحضرت کی صحیح

سلامت نکل جانے سے سخت غیظ و غضب تھا لیکن حضرت علیؓ
کو جن سے بوقت روانگی رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ "خدا کی فضل
سے تمہارا بال بیکا نہو گا" یہہ لوگ کچھ بھی مضرت نہ پہونچا سکے
آنحضرت کے تشریف لیجانے کے تین روز بعد حضرت علیؓ بھی
مکہ سے روانہ ہوگئے اور قبا نامی ایک گاؤں میں رسول اللہ
سے جا ملے ۔

آپکا مدینہ پہونچنا اور ابو ایوب کے یہاں قیام فرمانا ۔ آغاز سنہ ہجری ۔	۱۲ ربیع الاول جمعہ کے دن صبح کے وقت آنحضرت داخل

مدینہ ہوئے جو ہمیشہ کے لئے آپ کے قدوم میمنت لزوم سے
متبرک ہوگیا ۔ کیا خوب کہا ہے مولانا حالی نے ؎

جس شہر نے پائی ہے تیری ہجرت سے سعادت
کعبہ سے کشش اوس کی ہر اک دل میں سوا ہے

آپ جب مدینہ میں داخل ہوئے تو ہر شخص کمال آرزو سے یہ
چاہتا تھا کہ آپ اُس کے مکان میں فروکش ہوں لیکن آپنے
اپنے ناقہ کی مہار چھوڑ دی اور فرمایا جہاں خدا کو منظور ہو گا

یہہ ناقہ خود بیٹھہ جائے گی ناقہ آگے چلکر اُس مقام پر بیٹھہ گئی
جہاں اب مسجد پاک نبوی ہے آپ نے اُتر کر خالد بن زید
معروف بہ ابوایوب کے گھر استقامت فرمائی اور چند روز بعد
مسجد اور بیت الشرف کی تعمیر میں مشغول ہوئے اسی زمانہ
سے سنہ ہجری کا شمار کیا جاتا ہے جس کا رواج آج تک
اسلامی دنیا میں ہے۔

بنی اوس و بنی خزرج کا باہم میل ملاپ الفاظ "انصار و مہاجرین" کی تشریح۔ تبدیل نام یثرب

جس وقت سے آپ داخل مدینہ ہوئے اُس وقت سے آپ رئیس قوم مقنن[علہ] اور حاکم اعلےٰ ہو گئے اور آپ کے حالات تاریخی اس سلطنت جمہوری کے ساتھہ مخلوط ہو گئے جو آپکی بدولت قایم ہوئی۔ سب سے پہلی برکت جو آپکی دعا سے اہل مدینہ کے شامل حال ہوئی وہ یہ تھی کہ بنی اوس و بنی خزرج اپنی کہنہ خونریز لڑائیوں کو

علہ یہ لفظ مقنن کا حضرت پر بے ادبی ہے کیونکہ مقنن وہ شخص ہوتا جو اپنی طبیعت سے بات بنا دے۔ حضرت وحی کے پیرو تھے۔ جو وحی لاتا وہی کرتے۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

اسلام کے برادرانہ لطف ومحبت کے جذبہ میں بہول گئے اور جو تفرقہ
ان میں قدیم سے چلا آتا تہا وہ بالکل رفع ہوگیا - وہ لوگ جنہوں
نے مصیبت کے وقت اسلام کی اعانت کی "انصار" کے لقب
سے موسوم ہوئے اور جن لوگوں نے اسلام کی محبت میں اپنے
وطن اور اعزہ کو خیرباد کہکر رسول اللہ کا ساتہہ دیا "مہاجرین"
کے پیارے نام سے پکارے جانے لگے - یثرب کا قدیم نام
بدل کر مدینۃ النبی پکارا جانے لگا -

تعمیر مسجد نبوی | مدینہ میں داخل ہونے کے چند روز بعد آپ نے اُس
مقام پر جہاں آپکا ناقہ ٹہر گئی تہی مسجد تعمیر کرنے کیلئے ارشاد
فرمایا - یہہ زمین دو بہائیوں کی ملک تہی اُنہوں نے اسکو ہبہ
کرنا چاہا لیکن چونکہ وہ دونوں یتیم تہے آپنے اس طرح لینا اُسکو
قبول نہ فرمایا اور وہی قیمت عطا فرمائی جو قرار پائی[1] - مسجد کی عمارت
نہ عمدہ تھی نہ عالیشان بلکہ بالکل معمولی اور سادہ قسم کی تھی جو
اس بے ریا دین کے لئے نہایت مناسب تھی - اصحاب رسول اللہ
نے مسجد کی تعمیر کی اور آپنے بھی اپنی دست مبارک سے اسمیں

---

[1] دس دینار مال ابو بکر سے لیکر دیا -

مدد فرمائی۔ اس کی دیواریں اینٹ گارے کی تہیں اور چہت کہجور کے
پتوں کی۔ ایک حصہ اس مسجد کا ان لوگوں کے لئے مخصوص کر دیا
گیا تہا۔ جو گہر بار نہ رکہتے تہے اس بے تصنع عبادت گاہ میں جملہ امور
نہایت سادگی سے برتے جاتے تہے۔ آنحضرت یہے فرش زمین پر
کہڑے ہوکر وعظ فرماتے اور خدا کی راہ میں خرچ کی ہدایت فرمایا کرتے۔

عقد مواخاۃ | باہمی میل جول اور دیگر فوائد کی غرض سے رسول اللہ نے
مہاجرین اور انصار کے درمیان عقد مواخاۃ قایم فرمایا جس کی ذریعہ
سے ایک کو دوسرے کا بہائی ٹہرایا۔ حضرت ابوبکرؓ کا عقد مواخاۃ
حضرت عمرؓ سے اور حضرت علیؓ کا خود اپنے ساتھہ فرمایا۔

فرضیت اذان[1] | مسجد نبوی تعمیر ہونیکے بعد اوس میں اذان ہونے لگی
اور چونکہ اوقات معینہ پر لوگوں کا جمع ہونا دشوار تہا اس لئے آپکے
نفس قدسی پر خدا کی طرف سے اذان کا القا ہوا جو یہودیوں کی ترہی
اور عیسائیوں کے ناقوس کے بیہودہ شور و غل سے بدرجہا عمدہ تہی

شرح نمبر ا۔ اذان فرض نہیں بلکہ سنت ہے بلا اذان کے نماز جائز
اذان کا واقعہ کتب احادیث میں نہایت صحت کیساتہہ بیان کیا ہے

خداے وحدہ لاشریک لہ کے اداے شکر عبادت کے لئے اکمل و احسن
طریقہ تہا۔ آپ نے بلال کو پانچوں وقت نماز کے قبل بلند جگہ کہڑے
ہوکر ان کلمات طیبات کو بہ آواز بلند کہنے کا حکم فرمایا۔

اکثر اہل مدینہ آپکے وعظ سے مسلمان ہوئے

آنحضرت ہمیشہ اہل مدینہ کو کلام الٰہی
کا وعظ فرماتے اور طالبان حق شرک و بت پرستی چہوڑ کر نہایت رغبت
اور صدق دل سے مشرف بہ اسلام ہوتے جاتے تہے۔ چنانچہ تہوڑے ہی
عرصہ میں اس قبیلہ کے تمام لوگ جس میں آپ تشریف فرما تہے کیا مرد
کیا عورت سب دین خدا میں داخل ہوئے۔

یہودیوں کے نام فرمان عام

مدینہ میں داخل ہونیکے بعد آنحضرت نے
ایک فرمان عام یہودیوں کے نام جاری کیا اور اون کے تمام
حقوق ملکی کو قایم رکہا اور مذہبی رسوم کے بجا لانے کی پوری آزادی
بخشی اتبک آپ واعظ یا مصلح کی حیثیت رکہتے تہے مگر اب آپنے
حقوق و فرایض عباد کو خواہ وہ نوعی ہوں خواہ شخصی ایسی خدا داد قابلیت
سے مقرر فرمایا جس سے ثابت ہوگیا کہ آپکی عقل اکمل العقول تہی
اور نہ صرف اپنے زمانہ بلکہ سب زمانوں کے خیر البشر تہے۔ دیت

یعنے خون بہا کے شرائط اور مسلمانوں کے باہمی اور غیر اقوام کیساتھ برتاؤ کی تفصیل بھی آپ نے بخوبی فرما دی ۔

ترمیم مسجد — ہجرت کے دوسرے سال جب کعبہ رخ نماز پڑھنی کا حکم ہوا تو مسجد نبوی جس کا قبلہ بیت المقدس تھا بقدر ضرورت ترمیم کی گئی ۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح — حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ جب اٹھارہ برس کی ہوئیں تو آنحضرت نے حضرت علیؓ کی درخواست پر ان کا نکاح حضرت علیؓ سے کردیا ۔

غزوات وسریہ کی وجہ — آنحضرت مہاجرین و انصار کو اپنی اور مدینہ کی حفاظت کے لئے یہ لازم تھا کہ (۱) قریش مکہ کے منصوبہ سے واقف ہوں (۲) مدینہ یا مدینہ کے گرد کے اقوام سے قریش کے مدد نہ کرنے کا معاہدہ لیں اور درصورت شکست معاہدہ اُنسے مقابلہ کریں ۔ (۳) جو مسلمان مکہ میں مجبوری رہ گئے تھے ان کی اعانت کریں ۔ (۴) جو گروہ قریش کا حملہ آور ہو اُس کو روکیں انہیں عاقبات کی وجہ سے بہت سے غزوات اور سریہ پیش آئے

جن میں ہجرت کے بعد دس سال تک آپ مشغول رہے ان سب کا
ذکر کرنا بعید از طوالت ہو گا اس لئے جو ان میں سے زیادہ مشہور
ہیں ان کی مختصر کیفیت اور باقی کے نام و تاریخ پر ہم اکتفا کرتے ہیں

غزوۂ بدر الکبریٰ ۲ھ ہجری | غزوہ بدر الکبریٰ عبد اللہ بن جحش کے
خلاف حکم رسول اللہ طائف کے قافلہ پر حملہ کرنے اور حکم بن کیسان

شرح نمبر (۱) جنگ بدر کا قرآن و حدیث و کتب سیر میں نہایت صحیح
بیان ہے مصنف نے جہاں غلطی کی ہے وہ اب ظاہر ہو جائیگی حضرت کے
معجزات کو بہت اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ یہہ واقعہ ۲ھ
میں ہوا ہے ابو سفیان بن حرب تیس آدمیوں کے ساتھ اسباب و مال
تجارتی لیکے شام سے واپس آرہا تھا۔ حضرت کو مدینہ منورہ میں خبر ملی حضرت
نے دو شخص کو خبر لانے پہلی بھیجا۔ ابو سفیان کو معلوم ہوا کہ محمد ہم کو روک
لے گا اہل مکہ کو قاصد روانہ کیا کہ فوری پہونچو۔ خبر سنتے ہی تعداد نو سو پچاس
منجملہ ان کے ایک سو سوار باقی پیادہ آپہونچے۔ تیسری رمضان کو رسول اللہ
ہمراہ تین سو تیرہ اصحاب کے (۷۷) مہاجرین باقی انصار منجملہ ان کے ستر
ستر سوار۔ جب حضرت کو اہل مکہ آنے کی خبر وصول ہوئی ابو بکرؓ حضرت کے

اور عثمان بن عبداللہ کے گرفتار ہونے سے قریش کے حملہ کرنے کے
ارادہ کو سخت تحریک ہوئی اور وہ ایک ہزار جنگ آزمودہ لوگ سو
گھوڑے سات سو اونٹ لیکر ابوسفیان بن حرب کے قافلہ کو بچانے
اور مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے چل کھڑے ہوئے رسول خدا نے

بقیہ شرح صفحہ ۵۰ - ساتھ ہی ساتھ تھے - حضرت نے فرمایا اے اللہ
تو ان نافرمانوں کو ہلاک کر تیری بندگی نہیں کرتے - پورا کر جو تو نے وعدہ
کیا ہے اسی طرح فرماتے جاتے یہاں تک کہ چادر مبارک گرجاتی
ابوبکرؓ بار بار اٹھاتے جاتے - پھر حضرت نے فرمایا خوش خبری نصر اللہ آگئے
مجاہدین کو تحریص فرماتے پھر ایک مٹھی ریتی کی لیکر کافروں کے منہ پر ماری
اور فرمایا شاهت الوجوہ اس کا ذکر قرآن میں موجود ہے - پھر فرمایا
سختی کرو کافروں پر اتنے میں عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کا سر پیش
کیا - سجدۂ شکر کیا اتنے میں یہ آیت نازل ہوئی اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ
فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ جبرئیلؑ ہمراہ
ایک ہزار فرشتے کے شریک جنگ تھے - جبرئیلؑ کے سر مبارک پر سرخ
عمامہ تھا کفار کی صفوں کی صفیں تہ تیغ ہوتی جاتی تھیں مقتول کفار

یہہ خبر سنکر (۳۱۳) لڑنے والوں کے ساتھہ جن میں سے دو ایک کے پاس گھوڑے اور باقی کے پاس ستر اونٹ تھے مدینہ سے کوچ فرمایا اور قریش سے بمقام بدر مقابل ہوئے۔ قریش کے ستر آدمی مارے گئے اور اسی قدر قید ہوئے جس کی وجہ سے وہ اپنا سب مال و اسباب چھوڑکر بھاگ گئے جو مسلمانوں کے ہاتھہ لگا۔

مال غنیمت کی تقسیم کے بارہ میں وحی کا نازل ہونا۔ چونکہ اس وقت تک مال غنیمت کی تقسیم کے بارہ میں کوئی حکم بیانی نہ تھا اس لئے اس موقع پر اس معاملہ خاص میں وحی نازل ہوئی۔

غزوۂ اُحد سنہ ۳ ہجری | غزوۂ اُحد۔ مقتولین بدر کے وارثوں کو انتقام کے

بقیہ شرح صفحہ ۵۱۔ ستر قیدی ستر مقتول کفار سردار ہیں شہدا مسلمان ۱۴۔ (۶) مہاجر۔ (۸) انصار۔ سورۂ انفال اس مال غنیمت میں نازل ہوئی ہے سب سے زاید معجزہ یہ کہ اہل بدر کو اللہ تعالیٰ نظر شفقت سے دیکھا ہے اور اونکے گناہ سب بخشدیا ہے۔ ۳ یہ ایک پہاڑ ہے تین میل مدینہ سے چونکہ علیحدہ ہے اس واسطے اُس کو اُحد کہتے ہیں حضرت اوسکو بہت دوست رکھتے تھے یہاں قبر ہارون برادر موسیٰ ہے۔ یہ واقعہ روز شنبہ ماہ شوال میں ہوا تھا سنہ ۳ ہجری

جوش نے بیچین کر رکھا تھا۔ پس اُنھوں نے ملکر یہہ تجویز کی کہ اس مال تجارت کو جسے ابو سفیان شام سے لایا تھا اور اب تک بلاتقسیم پڑا ہوا تھا مدینہ پر ایک بھاری فوج کے ساتھہ حملہ کرنے کی تیاری کرنے میں صرف کیا جاے چنانچہ وہ مال بیچا گیا اور راصل سرمایہ تقسیم ہوکر منافع تیاری مہم میں صرف کیا گیا۔ پانچ ہزار سپاہی دو سو عربی گھوڑے تین ہزار اونٹ اور پندرہ عماریاں عورتوں کی سواری کے ہمراہ لیکر قریش مدینہ کو روانہ ہوئے اور اس قدر قریب پہونچ گئے کہ صرف کوہ اُحد حد فاصل رہ گیا۔ آنحضرت کی مرضی مدینہ ہے میں بیٹھکر لڑنے کی تھی لیکن مسلمانوں کے اصرار سے ایکہزار آدمیوں کے ساتھہ باہر نکلکر ڈیرہ کیا۔ یہودیوں نے جو معاہدہ کی رہ سے شرکت پر مجبور تھے مسلمانوں کو مدد دینے سے انکار کیا۔ اور عبداللہ بن ابی تین سو سے زیادہ منافقین کے ساتھہ واپس چلا گیا مشرکین نے لڑائی میں سبقت کی لیکن مسلمانوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اس لڑائی میں آپکے چار دندان مبارک شہید ہوئے اور پیشانی اقدس پر زخم آیا حضرت حمزہؓ اس لڑائی میں

شہید ہوئے اور ابوسفیان کی جورو ہندہ نے جو مشرکین کو لڑائی کی رغبت اور جرأت دلاتی تھی۔ ان کا جگر نکالکر دانتوں سے چبایا جس کے باعث آپکو سخت ملال ہوا مشرکین اس قدر تھک گئے تھے کہ اپنی فتح کی تکمیل نہ کر سکے اور مجبوراً میدان سے ہٹ گئے۔

غزوہ بنی نضیر ۴ھ

غزوہ بنی نضیر۔ بنی نضیر جن سے معاہدہ تھا متواتر سازشیں اور دغابازیاں کرتے رہتے تھے آنحضرت نے اُن پر چڑھائی کی اور وہ قلعہ بند ہوگئے آپنے اون کا محاصرہ کر لیا اور یہہ بات قرار پائی کہ وہ مدینہ سے چلے جاویں اور اون کے اونٹ ہتھیاروں سوا جس قدر مال و اسباب اٹھا سکیں لیجائیں چنانچہ انھوں نے (۶۰۰) اونٹوں پر اپنا اسباب لادا اور اپنے مکانات توڑ کر خیبر چلے گئے

غزوۂ خندق یا احزاب ۵ ہجری

غزوۂ خندق یا احزاب۔ بنی نضیر کے جلاوطن یہودی جن کی دغابازی کی سزا غزوہ بنی نضیر میں دیگئی تھی انتقام پہ آمادہ ہوئے اور انھوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیئے ابوسفیان کو ابھارا جو چار ہزار آدمیوں کے ساتھ مکہ سے نکلا۔ راستے

غطفان اور کنانہ قبائل صحرائی بھی شریک ہو گئے اور قریب دس ہزار کے لشکر جمع ہو گیا۔ آنحضرت نے شہر سے باہر جاکر لڑنا خلاف احتیاط سمجھا اور مدینہ کے گرد خندق کھود کر (جس میں بہ نفس نفیس شریک ہوتے تھے) مورچے باندھ لئے۔ بنی قریظہ نے جو از روے معاہدہ آنحضرت کی مدد کرنے پر مجبور تھے عہد شکنی کی علاوہ بریں سیکڑوں منافق موجود تھے جن سے یہ اندیشہ تھا کہ کفار بھی شریک ہو جاوینگے مسلمان ان باتوں کی وجہ سے سخت پریشان تھے۔ کفار مدینہ آپہونچے اور ایک مہینے تک لڑائیاں ہوتی رہیں۔ کفار نے دو مرتبہ حملہ کئے مگر ناکام ہٹا دئے گئے کفار کا نامی اور بہادر سردار عمرو بن عبد وُدّ مارا جاچکا تھا۔ رسد کی قلت کی وجہ سے وہ اور اُنکے گھوڑے تکلیف میں تھے۔ عرب جو لوٹ مار کی وجہ سے شریک تھے ہمت ہار چکے تھے۔ برق و باد کا طوفان[1] اون کو پریشان کر رہا تھا

شرح نمبر ا۔ میاں مصنف نے معجزۂ آسمان سے انکار کیا ہے وہ یہ کہ لڑائی طرفین میں جاری تھی کافروں کی قوت بظاہر زاید تھی۔ خدا تعالی نے ایک قسم کی ہوا طوفانی نازل کیا ایام سرما میں۔ نہ تو کہا جا سکتا ہے

اس لئے وہ محاصرہ اُٹھاکر رات کے وقت بھاگ گئے۔

غزوۂ حدیبیہ سنہ ٦ھ — آنحضرت بغرض اداے حج وعمرہ مدینہ سے روانہ ہوئے لیکن جب حدیبیہ میں پہونچے جو مکہ سے ایک منزل تھا تو قریش نے مکہ میں آنے سے روکا۔ حضرت عثمانؓ پیغام لیکر بھیجے گئے تو قریش نے اون کو قید کرلیا مسلمانوں میں جن کی تعداد صرف پانسو تیس تہی اور جو محض بارادۂ حج نکلے تہے حضرت عثمانؓ کی قتل کی خبر معلوم ہونے پر نہایت تشویش اور جوش پہیل گیا اور اُنہوں نے آنحضرت سے مارنے اور مرنے کی بیعت[عله] کی مگر بعد کو وہ خبر غلط معلوم ہوئی اور اس شرط پر صلح ہوگئی کہ "آنحضرت سال آیندہ حج کریں

بقیہ شرح صفحہ ۵۵ - نہ جیسے اپنی جاے ٹہیر سکتے ہیں اور فوج میں پہوٹ ڈالدیا کسی طرح مفر نہیں ہے آخر مجبور خوار زلیل ہو کر بھاگ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کیا یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَاءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْہِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْہَا۔ اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جنود سے مراد ملا ہیں جو مسلمانوں کی امداد کیواسطے اُتری تہے جنکو انسان نے نہیں دیکہا =

عله - اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں = ١٢

لیکن صرف تین روز مقیم رہیں اور کسی قسم کا ہتھیار لیکر مکہ میں داخل نہوں
دس سال تک لڑائی نہو۔ قریش کا اگر کوئی شخص بلا اجازت
اپنے ولی کے آنحضرت کے پاس چلا آوے تو آپ اُسے واپس بھیجدیں
لیکن اگر مسلمانوں میں سے کوئی شخص مکہ چلا جاوے تو قریش واپس
نہ دیں گے۔ آنحضرت نے اُسی مقام پر قربانی کے اونٹ ذبح کئے
اور مدینہ کو مراجعت فرمائی۔

غزوۂ خیبر سنہ ۷ھ | اہل خیبر جن میں وہ تمام یہودی جاملے تھے جو مدینہ سے
جلاوطن کئے گئے تھے ہمیشہ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاریاں کرتے رہتے
تھے آنحضرت نے اس فساد کے مٹانیکا ارادہ کیا اور مدینہ سے چڑھائی
کی۔ اہل خیبر نے اپنے قلعہ کو بند کرلیا اور ایک مہینے تک سخت لڑائیاں
لڑتے رہے لیکن جب اون کے نامی گرامی سردار مارے گئے اور مضبوط
قلعے جن پر ان کو بہت بھروسہ تھا فتح کر لئے گئے تو وہ صلح کے

شرح نمبر ۱۔ خیبر میں ایک عورت زینب بنت الحارث یہودیہ نے حضرت
کو بھنی ہوئی بکری پیش کیا۔ حضرت نے تناول شروع کیا۔ بکری نے پکار کر کہا
میں مسموم ہوں۔ حضرت نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ موت تک حضرت کو اسکا اثر باقی
تھا۔

طالب ہوئے اور ان تین شرائط پر صلح ہو گئی ۔

(۱) اہل خیبر اور اون کے اہل و عیال کو جان کی امان دیجاوے۔

(۲) اپنا مال بطور تاوان جنگ کے دیں لیکن جو شخص مال چھپا رکھیگا تو اوس سے جان اور اہل و عیال کے امن کا معاہدہ قایم نہ رہے گا ۔

(۳) تمام زمینیں خیبر کی اون کی ملکیت نہ رہیں گی لیکن وہ اپنے گھروں میں آباد اور زمینوں پر قابض رہیں گے اور محاصل کا نصف حصہ بطور خراج دیں گے ۔ اور کسی بدعہدی پر جلاوطن کردئے جائیں گے ۔

غزوہ فتح مکہ سنہ ۸ھ | غزوہ فتح مکہ ۔ قریش اور اون کے شرکا نے خلاف معاہدہ حدیبیہ بنی خزاعہ کے لوگوں کو جو آنحضرت کی حفاظت میں تھے قتل کر ڈالا ۔ اب مکہ میں ظلم و بدعت مدت تک رہ چکی تھی ۔ اس لئے

شرح نمبر ۱ ۔ فتح مکہ معظمہ یوم الجمعہ ۲۰ رمضان سنہ ۸ھ میں ۔ یہہ فتح صلحاً ہے نہ قتلاً ۔ نزدیک امام شافعی کے ۔ نزدیک امام ابو حنیفہ کے بزور شمشیر تھی اور یہی حق ہے =

آنحضرتؐ نے دس ہزار فوج جرار جمع کر کے مدینہ سے کوچ فرمایا۔ اور چونکہ یہہ فوج بلا اطلاع قریش پہونچی اس لئے بغیر کسی روک ٹوک یا مزاحمت کے داخل ہوگئی۔ گو اہل مکہ نے آپ پر سخت ظلم و ستم کئے تھے۔ لیکن آپ نے اپنی کریم النفسی سے سب کا قصور معاف فرمایا۔ باوجود اس علام اعلان کے چند مشرکین نے خفیف سا مقابلہ کیا مگر جب ان کے ۷۰ ستر آدمی مارے گئے تو وہ بھاگ نکلے۔ خانہ کعبہ میں سے بت نکالے گئے اور وہ گھر جو حقیقت میں خدائے واحد کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا مگر صدیوں سے بت کدہ بنا ہوا تھا اب پھر اُس وحدہٗ لاشریک کی عبادت کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔

غزوۂ حنین ۸ھ۔ غزوۂ حنین (جس کو غزوۂ اوطاس اور غزوۂ ہوازن بھی کہتے ہیں) بعض قبایل صحرائی جن میں مختلف قبیلے شریک تھے ایک تعداد کثیر میں مجتمع ہو کر بہ سرداری مالک بن عوف مسلمانوں پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے آنحضرتؐ نے بھی دو ہزار آدمیوں کی

شرح نمبر ۱۔ ماہ شوال ۸ھ میں حنین ایک وادی کا نام درمیان طائف اور مکہ معظمہ کے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے فراغت پائے

سامنے کوچ فرمایا اور دونوں فریق بمقام حنین مقابل ہوئے یہ ایک
ایسی دشوار جگہ تھی کہ فوج کا انتظام و ترتیب دشوار تھی۔ مسلمانوں
نے منہ اندہیرے گذرنا شروع کیا اور دشمن جو کمین گاہوں میں پوشیدہ
تھے یکبارگی ٹوٹ پڑے جس کے باعث مسلمانوں میں ابتری پڑگئی
اور بھاگ نکلے لیکن حضرت عباسؓ کے بلانے سے دوبارہ مجتمع ہوکر
کفار پر حملہ آور ہوئے اور اونکو شکست دی۔ اس لڑائی میں بہت کچھ

بقیہ شرح صفحہ ۵۹ - مشرکین نے اطراف و اکناف سے سر اٹھایا دس
ہزار اصحاب فاتح مکہ تھے دو ہزار اہل مکہ۔ نو مسلم وغیرہ جملہ بارہ ہزار۔ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم خچر دلدل پر سوار تھے لڑائی بہت شدت سی چلی رسول اللہ
ثابت قدم تھے شاباش شاباش فرماتے ۔ مسلمانوں نے بہت قتال کیا۔ حضرت
خچر کو زمین پر بٹھا کر ایک مٹھی ریت لیکر مشرکین کے منہ پر مارے اللہ تعالیٰ نے نصرت
دیا۔ مسلمان مارتے اور قید کرتے جاتے منجملہ اُن قیدیوں کے شیما بنت الحارث
حضرت کی رضاعی بہن بنت حلیمہ سعدیہ حضرت اون کو انکی علامات سی پہچانا
اوس کے واسطے چادر مبارک بچھائی۔ کھانا دیا اسکو قوم کی طرف واپس کردیا۔
شرح نمبر ا۔ مصنف کا یہ بیان کہ مسلمانوں میں ابتری پڑگئی تھی اخلاف تاریخ

مال واسباب اور (۶۰۰) قیدی مسلمانوں کے ہاتھہ آے - لیکن بنی
ہوازن کی التجا پر آنحضرت نے قیدیوں کو بغیر کسی فدیہ کے رہا فرما دیا -
غزوۂ تبوک ۹ھ | غزوۂ تبوک - آنحضرت کو یہہ خبر ملی کہ رومیوں نے
شام میں بہت کثرت سے لوگ جمع کئے ہیں اس لئے آپنے مسلمانوں کا
ایک لشکر جو قحط سالی اور گرمی کی وجہ سے بدقت جمع ہو سکا مرتب
فرما کر مدینہ سے کوچ اور تبوک پہونچ کر قیام فرمایا -
ایلہ اور اذرح جرباء اور مقنا کے لوگوں نے جزیہ دینا قبول کیا
اور ان کو عہد نامہ لکھدیا گیا - رئیس دومتہ الجندل جو اس گرد و
نواح کا بادشاہ سمجھا جاتا تھا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت
میں حاضر نہیں ہوا اس لئے خالد بن ولید کو آپنے اوس کے
مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا - مقابلہ کے بعد وہ گرفتار ہوا - اور

بقیہ شرح صفحہ ۶۰ - اسلام ہے کیونکہ مسلمان جملہ بارہ ہزار تھے
بہ نسبت کفار کی زیادہ تھے جسکی شہادت کتاب آسمانی دے رہی ہے - قولہ تعالے
وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا
اس غزوہ کا بیان جو مصنف نے اظہار کیا بجز کتب سیر کہیں نہیں ہے -

جب آنحضرت کے پاس لایا گیا تو اوس نے بھی جزیہ دینے پر راضی ہوکر صلح کرلی اور آنحضرت مدینہ کو واپس تشریف لائے۔

نام و تاریخ غزوات و سریہ علاوہ متذکرہ بالا | علاوہ اون غزوات اور سریہ کے باقی کے نام اور سنہ وقوع حسب ذیل ہیں:۔

(۱) سریہ رابغ ۔ شوال سنہ ۱ھ میں عبیدۃ بن الحارث کو ۶۰ مہاجرین کے ساتھ روانہ کیا تھا۔

(۲) سریہ خرار ۔ ذی قعدہ سنہ ۱ھ ۲۰ مہاجر کو۔ یہ گاؤں درمیان مکہ و مدینہ

(۳) غزوۂ ودان یا غزوۂ ابواء ۔ صفر سنہ ۲ھ ۔ مدینہ سے تئیس میل پر ہے ۔ ۲۰۰ اصحاب نے مقابل کیا کفار فرار ہوگئے ۔

(۴) غزوۂ بواط ۔ ۲ ربیع الاول سنہ ۲ ہجری ۔ ابوسفیان سے ۲۰۰ اصحاب نے مقابل کیا ۔ کفار بھاگ گئے ۔

(۵) غزوۂ سفوان یا بدر اولیٰ ۔ ربیع الاول سنہ ۲ھ ۔ یہ بدر کے متصل ہی معمولی لڑائی تھی

شرح نمبر ۱ ۔ غزوات آپ کے ۲۷ ہیں اور سرایا و بعوث ۴۸ ہیں جن غزوات یا سریہ میں قتال واقع ہوا ہے وہ یہ ہیں ۔ بدر ۔ احد ۔ خندق ۔ قریظہ ۔ مصطلق ۔ خیبر ۔ فتح مکہ ۔ حنین ۔ طائف ۔ جملہ نو عدد ہیں ۔

(۶) غزوہ عُشیرہ - جمادی الآخر ۲ھ - ۲۰۰ سواروں نے بمقابلہ ابوسفیان
کافر بھاگ گئے -

(۷) سریہ نخلہ - رجب ۲ھ -

(۸) سریہ عُمیر بن العدی الخطمی - رمضان ۲ھ ہجری -

(۹) سریہ سالم بن عُمیر - شوال ۲ھ ہجری -

(۱۰) غزوہ بنی قینقاع - شوال ۲ھ - نقض عہد میں یہود کو جلاوطن
کیا - جملہ مال غنیمت میں آیا -

(۱۱) غزوۃ السویق - ذی الحجہ ۲ھ ۲۰۰ کے ساتھ ابوسفیان نے
مدینہ پر حملہ کیا ناکامیاب واپس گیا -

(۱۲) غزوہ قرقرۃ الکدر یا بنی سلیم - ۲ھ - } محرم ۲ھ اس میں کافروں نے ارادہ کیا تھا
مسلمانوں نے تعاقب کیا - کافر بھاگ گئے
مال غنیمت میں آیا -

(۱۳) سریہ محمد بن مسلمہ - ربیع الاول ۳ھ ہجری -

(۱۴) غزوہ ذی امر - ۳ھ ہجری - سات سو صحابہ کے
مقابل سے کفار بھاگ گئے -

(۱۵) سریہ قردہ۔ جمادی الآخر سنہ ۳ ہجری۔

(۱۶) غزوۂ احد۔ روز چہار شنبہ ۲۸ شوال سنہ ۳ ہجری ابوسفیان نے پھر آکے مدینہ پر حملہ کیا ناکامیاب واپس گیا

(۱۷) غزوۂ حمراء الاسد۔ شوال سنہ ۳ ہجری۔

(۱۸) کعب بن اشرف۔ سنہ ۳ ہجری۔

(۱۹) سریہ غطفان۔ سنہ ۳ ہجری۔

(۲۰) سریہ عبداللہ بن انیس۔ محرم سنہ ۳ ہجری۔

(۲۱) سریہ قطعن یا سریہ ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی } ایضا

(۲۲) سریہ رجیع۔ صفر سنہ ۳ ہجری۔

(۲۳) سریہ بیر معونہ۔ صفر سنہ ۳ ہجری۔

(۲۴) غزوۂ بدر الاخری۔ ذی قعدہ سنہ ۳ ہجری۔

(۲۵) غزوہ ذات الرقاع محرم سنہ ۴ ہجری۔

(۲۶) غزوہ دومۃ الجندل۔ ربیع الاول سنہ ۴ ہجری

(۲۷) غزوہ بنی مصطلق۔ شعبان سنہ ۵ اس میں قصۂ افک واقع ہوا۔

(۲۸) سریہ عبداللہ بن عتیک۔ ذی قعدہ ۵ھ۔

(۲۹) غزوہ بنی قریظہ۔ ذی حجہ ۵ھ۔

(۳۰) سریۂ قریظا یا محمد بن مسلمۃ محرم ۵ھ۔

(۳۱) غزوۂ بنی لحیان۔ ربیع الاول ۶ھ۔ قلیل مقدار تھی

(۳۲) غزوہ ذی قردہ۔ ربیع الآخر ۶ھ

(۳۳) سریہ عکاشہ بن محصن اسدی۔ " "

(۳۴) سریہ ذی القصہ یا سریہ بنی ثعلبہ " "

(۳۵) سریہ جموم۔ " "

(۳۶) سریہ عیص۔ جمادی الاول ۶ھ۔

(۳۷) سریہ طرف۔ جمادی الآخر ۶ھ

(۳۸) سریہ حسمی۔ "

(۳۹) سریہ وادی القری۔ رجب ۶ھ۔ یہود سے مقابلہ ہوا مسلمان فتحیاب

(۴۰) سریہ دومۃ الجندل۔ شعبان ۶ھ۔ ایکہزار اصحاب مقابلہ قطاع الطریق نوبت مقابل نہ آئی۔

(۴۱) سریہ فدک۔ "

(۴۲) سریہ زید بن حارثہ یا سریہ اُم قرفہ۔ رمضان سنہ ٦ھ۔

(۴۳) سریہ عبداللہ بن رواحہ۔ ... شوال سنہ ٦ھ۔

(۴۴) سریہ عرنیین۔ ... شوال سنہ ٦ھ۔

(۴۵) سریہ عمرو بن اُمیہ۔ ... شوال سنہ ٦ھ۔

(۴٦) سریہ تیربہ وغیرہ۔ ... شعبان سنہ ٧ھ۔

(۴٧) سریہ غالب لیثی و اسامہ بن زید۔ ... رمضان سنہ ٧ھ۔

(۴٨) سریہ بشیر بن سعد انصاری۔ ... شوال سنہ ٧ھ۔

(۴٩) سریہ ابن ابی العوجاء سلمی۔ ... ذی حجہ سنہ ٧ھ۔

(۵۰) سریہ غالب بن عبداللہ لیثی۔ ... صفر سنہ ٧ھ۔

(۵۱) رر رر

(۵۲) سریہ شجاع بن وہب اسدی۔ ... ربیع الاول سنہ ٨ھ۔

(۵۳) سریہ کعب بن عمیر غفاری۔ ... ربیع الاول سنہ ٨ھ۔

(۵۴) سریہ موتہ۔ ... جمادی الاول سنہ ٨ھ۔

(۵۵) سریہ عمرو بن عاص۔ ... جمادی الآخر سنہ ٨ھ۔

(۵٦) سریہ ابی عبیدہ بن جراح۔ ... رجب سنہ ٨ھ۔

(۵۷) سریہ ابی قتادہ انصاری۔ ... شعبان سنہ ۸ھ۔

(۵۸) سریہ ابی قتادہ۔ ... رمضان سنہ ۸ھ۔

(۵۹) سریہ خالد بن ولید وغیرہ۔ ... "

(۶۰) سریہ خالد بن ولید۔ ... شوال سنہ ۸ھ۔

(۶۱) غزوہ طائف۔ "

(۶۲) سریہ عیینہ بن حصن الفزاری۔ ... محرم سنہ ۸ھ۔

(۶۳) سریہ قطبہ بن عامر۔ ... صفر سنہ ۸ھ۔

(۶۴) سریہ ضحاک بن سفیان الکلابی۔ ... ربیع الاول سنہ ۹ھ

(۶۵) سریہ عبداللہ بن حذافہ یا علقمہ بن المجزز المدلجی۔ ربیع الاول سنہ ۹ھ۔

(۶۶) سریہ بنی طی۔ ... ربیع الآخر سنہ ۹ھ

جنگ میں آپکا غیر اقوام کے ساتھہ برتاؤ۔

جنگ میں غیر قوموں کے ساتھہ آپکا برتاؤ ہمیشہ یہ لطف و محبت رہا اون کی پیشوایان دین کی آپنے ہمیشہ عزت و توقیر کی اور اون کی عبادت گاہوں کو کبھی خراب نہیں کیا۔ بخلاف دیگر اقوام کے آپ مغلوبین جنگ کا

نہایت عمدہ برتاؤ فرماتے تہے اور بحالت جنگ بڈہے ۔ عورتوں یا
بچوں پر نہ کبہی خود زیادتی فرماتے اور نہ کسی کو اجازت دیتے ۔
بیماروں اور اون لوگوں سے جو مقابلہ کے لئے آمادہ نہوتے تہے
آپ کبہی بازپرس نہ فرماتے تہے ۔ اُن کے رزق ۔ جائداد ۔ جانور
اور درختوں کے لئے بھی اسی طرح حفاظت کا حکم تہا جس طرح
اون کی جانوں کے لئے ۔

اشاعت اسلام | غزوۂ حدیبیہ کے بعد جب آنحضرتؐ نے مدینہ میں مراجعت
فرمائی تو آپ کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ یہ دین مبین تمام بنی آدم
اور کل نوع انسان میں پہیل جاوے اور اس خیال سے آپ نے
گردونواح کے بادشاہوں کے پاس قاصد بہیجے کہ ظلمت کفر سے
نکلکر نور اسلام قبول کریں ۔ سنہ ۹ ہجری میں مختلف بلاد عرب سے
قاصدوں اور سفیروں نے آکر دین حق قبول کیا ۔ جو وحشی
قبیلے اسلام اور اُس کے بانی کے جانی دشمن تہے ۔ اب اُسکے
حلقہ بگوش ہوگئے ۔ جو قاصد سفر آپکے پاس آتے آپ اُنہیں
اہل مدینہ کے گھر ٹہراتے تہے اور اون کی خاطر و تواضع فرماتے تہے

اور رخصت کے وقت معتدبہ رقم بطور زادراہ اور ان کے درجہ کے
موافق تحائف بھی مرحمت فرماتے تھے۔ اکثر ایک عہدنامہ لکھکر
اون کو دیدیا جاتا تھا جسمیں اُس قبیلہ کی مواجب و حقوق کی ضمانت کیجاتی تھی
اور اکثر ایسا ہی ہوتا تھا کہ ان قاصدونکے ہمراہ ایک معلم کردیا جاتا تھا۔ جدید الاسلام
لوگون کو فرایض و احکام دین کی تلقین کرتا تھا۔ سنہ میں بھی
صدہا سفیر عرب کے ہر صوبہ سے مدینہ میں آئے اور اپنی اور
اپنے قبائل و سرداران قبائل کی اطاعت کا اظہار رسول اللہ
سے کیا۔ ان سفیروں کے ساتھہ آپ نے مثل سابق سلوک و
برتاؤ کیا ؐ۔

ابرارنامہ سنہ ۹ھ

ذی حجہ سنہ ۹ھ کو آنحضرتؐ نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت
علیؓ کو اس غرض سے مکہ روانہ کیا کہ مشرکین کو کعبہ کی حدود مقدسہ
نکالدیں اور اس بات کا اعلان کریں کہ اس سال کے بعد
کوئی شخص برہنہ ہوکر طواف حرم نہ کرے اور یہ کہ جس شخص سے
رسول اللہ نے کوئی عہد و پیمان کیا ہے وہ اس وقت تک قایم
رہے گا جب تک کہ اس کی میعاد ختم ہو۔ باقی ماندہ اشخاص کو

چار مہینے کی مہلت دیجاتی ہے کہ اپنے ملک کو واپس جائیں۔ اس میعاد کے اختتام کے بعد کسی شخص کا کوئی حق رسول پہ باقی نہ رہے گا سوائے ان لوگوں کے جن سے مصالحہ کرلیا گیا ہے۔ اس فرمان عام کو مورخین کی اصطلاح میں ابراء نامہ کہتے ہیں۔

حجۃ الوداع | سنہ ۱۰ھ میں جب حج کا موسم آیا تو آنحضرت نے اس امر کی منادی کرادی کہ میں بارادۂ حج جانے والا ہوں۔ مومنین بغرض ادائے حج ہم رکاب ہوئے جب مکہ میں پہونچے تو مناسک حج ادا کرنے سے پیشتر آپ نے جبل العرفات سے مجمع کی طرف مخاطب ہو کر وہ خطبہ پڑھا جس کا لفظ لفظ مسلمانوں کے دل پر نقش کالحجر ہو گیا۔

اسی زمانہ میں آپ پر آیۃ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا نازل ہوئی جس کے معنی یہ ہیں کہ آج میں نے تمہارا دین کامل کیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کیں اور میں تمہارے دین سے راضی ہوا چونکہ یہ ایک پیشین گوئی تھی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ جس کام کے لئے مبعوث ہوئے تھے اختتام پذیر ہو گیا۔

آپ نے خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ مجھے امید نہیں کہ میں سال آیندہ حج میں تمہارے ساتھ شریک ہو سکوں گا ارکان حج ادا کرنیکے بعد آپ نے مدینہ منورہ کو مراجعت فرمائی۔

جھوٹے مدعیان نبوت سنہ ۱۱ھ کے شروع میں جب آنحضرت صلعم مختلف دیار و امصار میں سفیر و ایلچی روانہ کرنے میں مشغول تھے چار شخصوں اسود بن عنسی سجاع۔ طلیحہ اور مسیلمۂ کذاب نے دعوی نبوت کیا اسود نے یمن میں بغاوت برپا کی اور وہاں کے شاہزادہ کو قتل کر کے اس کی بیوہ سے نکاح کر لیا جس نے اپنی خاوند کے خون کا بدلہ لینی کی

ماہ آخر سنہ ۱۳۰۰ھ میں ملک ہندوستان میں بھی ایک شخص مسمی سید احمد مکذب اسلام مشہور بہ نیچری اور بانی ملت نیچریہ پیدا ہوا تھا جس نے بہت کچھ کوشش کیا۔ علماء اہل اسلام ہند نے تکفیر کا فتویٰ بھی دیا آخر وقت موت نماز جنازہ بھی نہ پڑھی گئی۔ معمولی طور پر چند نیچریوں نے رسم ادا کرکے زیر خاک کر دیا۔ جس کا فتنہ ہنوز قائم ہے۔ اس کی ملت نیچریہ کہلاتی ہے [illegible] معنی بنا دین کا ہے۔ اسنے کئی کتابیں لکھی ہیں ایک امہات جس میں اہل بیت پر تبرا کیا ہے۔ ایک تفسیر احمدی جسمیں کل دین قرآن و حدیث دعوت پر بہت چپ پکا ہے۔ ۱۲

غرض سے اُسے قتل کر ڈالا مسلیمہ نے آنحضرت کو یہہ پیغام بھیجا کہ ہم اور تم دونوں رسول ہیں۔ مناسب ہے کہ نصف نصف زمین تقسیم کرلیں آپ نے اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ زمین کسی کی ملک نہیں بلکہ خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے لائق سمجھتا ہے اُسے دیتا ہے چونکہ رسول مقبول کا انتقال پر ملال اسی زمانہ میں ہو گیا اس لئے ان مدعیان نبوت کو زیادہ فساد کا موقعہ نہ ملا لیکن خلیفۂ اول کیوقت میں کھلم کھلا مخالف ہو گئے اور آخر اپنی سزا کو پہونچے۔

انتظام صوبجات مفتوحہ ترتیب قبائل | آنحضرتؐ کی زندگانی کا آخر سال مدینہ منورہ میں بسر ہوا اسی سال آپ نے ان صوبجات کی انتظام کو درست فرمایا اور ان قبائل کو مرتب فرمایا جن سے سلطنت اسلامیہ مرکب ہوئی تھی۔ یہہ بھی تیاری ہونے لگی کہ رومیوں سے اُس سفیر اسلام کے خون ناحق کا معاوضہ طلب کیا جاوے جس کو انھوں نے ملک شام میں مار ڈالا تہا۔

آپکی علالت و آخری خطبہ | ماہ صفر ۱۱ھ میں رسول مقبول اُم المومنین زینبؓ بنت جحش کے مکان میں بیمار ہوئے۔ ایک یہودیہ نے بمقام خیبر

آپکو زہر دیا تھا۔ کہ اب آپکو اس کا اثر محسوس ہوا۔ آنحضرت باری باری سے اپنے ازواج مطہرات کے گھروں میں رہا کرتے تھے۔ ایام مرض میں آپ برضا دیگر ازواج مطہرات حضرت عائشہؓ کے یہاں مقیم ہوئے اور وہیں آپکی تیمارداری ہوئی۔ جب تک قوت نے وفا کی آپ نماز جماعت پڑھایا کئے۔ آخر مرتبہ جو آپ مسجد میں تشریف لیگئے تو آپ نے منبر پر تشریف لیجا کر اور حمد خدا بجا لا کر حضار سے فرمایا کہ اگر میں تم میں سے کسی کا قرضدار ہوں تو جو کچھ میرے پاس ہے وہ اسی کا مال ہے اور اگر میں نے تم میں سے کسی شخص کا کچھ نقصان کیا ہو تو میں اوس کے جواب دہی کو موجود ہوں۔ مجمع میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرے تین درہم آپ پر آتے ہیں جو آپ نے ایک سائل کو دلوائے تھے آپ نے وہ درہم اُس کو درہم دیدئے اور فرمایا اس دنیا کی ذلت گوارہ ہے عاقبت کی رسوائی گوارہ نہیں اس کے بعد آنحضرت نے حضار مجلس کے لئے دعاے خیر کی اور اون لوگوں پر رحمت خدا بھیجی جو دشمنان دین کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے اور سب لوگوں کو فرایض دینی بجا لانے اور صلح و آشتی اپنا

شعار رکھنے کی تاکید فرمائی اس وقت کے بعد آپ نماز جماعت پڑھانے تشریف نہ لیگئے۔ جب آپ میں تاب و طاقت نہ رہی تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم فرمایا ہے

تاریخ انتقال علیہ	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ روز دوشنبہ بوقت دوپہر آپ نے

کچھ دعا پڑھی اور روح مبارک خلد بریں کو پرواز کر گئی۔

حضرت عمرؓ کی ازخود رفتگی اور حضرت ابوبکرؓ کی تقریر	اس صدمۂ جانکاہ سے حضرت عمرؓ اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ اپنی تلوار کھینچ کر کھڑے

ہوگئے اور فرمانے لگے "منافقین یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے وفات پائی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آپ موسیٰؑ کی طرح اپنے خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں اور عنقریب واپس تشریف لا کر ان لوگوں کو سزا دیں گے جو آپکی وفات کا دعوے کرتے ہیں اور جو شخص میرے

ملہ یہ تو آپکو معلوم ہے کہ بروز ولادت حضرت کس قدر نور زمین میں پھیلا جو مذکور ہو چکا ہے لیکن بروز انتقال دن کو رات ہوگئی۔ صحابہ سب پریشان ہوگئے اور سیوقت مغرب وعشا کی نماز کی تیاری کیگئی۔ یہ عجیب معجزہ حضرت کا ہے۔ ولادت نبوی اور انتقال کے ظہور معجزات عجائبات بکثرت ہیں۔ اگر پورے تحریر ہوں تو ایک ضخیم کتاب ہوگی۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

روبرو یہہ کہے گا کہ آپ نے انتقال[۱] فرمایا تو اوس کا سر اور میری تلوار ہے۔ حضرت ابوبکرؓ جو بوجہ سکون مرض رسول مقبول بفرورت سلخ نامی ایک گاؤں میں جہاں وہ بعد ہجرت مقیم تھے تشریف لیگئے تھے اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی فوراً واپس تشریف لائے اور آتے ہی حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں جہاں نعش مطہر رکھی تھی داخل ہوئے اور رخ انور سے چادر اُٹھا کر پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور فرمایا آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ دونوں حالتوں یعنے زندگی و موت میں اچھے رہے تھے حضرت ابوبکرؓ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت عمرؓ کو اس حالت میں دیکھکر انہیں منع فرمایا لیکن جب وہ متوجہ نہیں ہوئے تو آپ نے اور لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر بعد حمد و ثنا یہہ فرمایا کہ "جو شخص محمدؐ کی عبادت کرتا تھا معلوم کرے کہ محمدؐ مرچکے لیکن جو شخص خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے اور ہمیشہ رہیگا" حضرت عمرؓ تو

[۱] یہہ واقعہ از حضرت عمرؓ بھی نعمت غیر مترقبہ جانب اللہ تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا توکس قدر فساد برپا ہوجاتا جس کا مٹانا محال ہوتا۔ منافقین کی کثرت تھی۔ جب حضرت ابوبکرؓ آئے سب انتظام ٹھیک ٹھیک ہوگیا = ۱۲

شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را

روایت ہی کہیں ان کلمات کو سنکر بیہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا اور اُٹھنے کی طاقت نہ رہی۔

تجہیز وتکفین | حضرت علیؓ وعباسؓ اور اون کے دونوں بیٹوں فضل وقثمؓ اور اسامہ بن زید نے آپکو غسل دیا اور تین کپڑوں کا کفن دیا گیا پہلے مہاجرین نے پھر انصار نے پھر عورتوں نے اور بعد چھوٹے بچوں نے پھر غلاموں نے آپکے جنازہ کی نماز پڑہی اور چہار شنبہ کی رات کو وہ نور پاک سپرد خاک کیا گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

حلیۂ مبارک[1] | قد مبارک میانہ۔ سر بڑا۔ بال سیاہ۔ اور گھونگر والے پیشانی کشادہ۔ بھویں خوبصورتی کے ساتھ دراز خمدار۔ آنکھیں بڑی خوش نما۔ اور پتلی سیاہ۔ ناک پتلی اور دراز۔ لب نازک اور

[1] حلیۂ مبارک۔ میانہ قد۔ سفید رنگ سرخی آمیزش۔ درمیان شانوں کے کسی قدر بُعد تہا۔ بال سر کے نرم گھونگردار سیدہی لو تک پہونچتے تہے پیر وسر و ڈاڑہی میں تیس بال سے زاید سفید نہوں گے۔ چہرۂ مبارک مثل چاند بہم ماہ کے چمکتا تہا۔ نیک تن معتدل بدن تہے۔ ڈاڑہی گھنی

خوبصورت - چہرہ نورانی اور پر رعب - رخسارے پر انور - رنگ سرخ وسفید - ڈاڑہی گنجان اور سیاہ - گردن صراحی دار - ہتیلیاں کشادہ

بقیہ شرح صفحہ ۷۶ - بات کرنے میں لطف پاتا شیریں گفتار - کشادہ پیشانی باریک ابرو - بلند بینی - نرم رخسار - کشادہ دہان - روشن دندان تہے درمیان ہر دو شانہ مہر نبوت تہی - گردن جیسے ہاتہی دانت - بدن تنا ہوا شکم وسینہ برابر - مونڈہے بہاری - ہتیلی چوڑی - انگلیاں لانبی چال نرم وتیز - دور سے رعب - نزدیک سے شفیق پاوے مطیع ہو جاوے - اور تین روزہ ہر ماہ میں روزہ رکہتے تہے - آپ پس پشت ویسا ہی دیکہتے جیسا سامنے سے اور رات تاریکی مثل دن کے دیکہتے - آپکا تہوک تلخ شور پانی کو شیریں کر دیتا تہا - اول بچے کو آپکا تہوک دیا جاتا برکت حاصل کرتے بغل سفید بے بال تہی - کبہی آپکو جمائی نہیں آئی نہ احتلام ہوا - آپکا پسینا مشک سے زائد تہا خوشبو میں - آپکا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور نہ دہوپ وچاندنی میں سایہ نظر آتا - اور نہ مکہی جسم وکپڑے پر بیٹہتی - جب چلتے زمین سمٹ جاتی - قوت چالیس مردوں کی دیگئی تہی - آپکی قضا حاجت کا اثر نہ دیکہا گیا - بلکہ زمین اوس کو نگل جاتی تہی - اسی طرح دوسرے انبیا بہی

پہونچے اور پنڈلیاں نیچے سے پتلی تھیں۔ پشت مبارک پر ایک سیاہ غدود تھا جس کے گرد بال تھے۔ مسلمانوں نے اسی عام نام سے بولنا خلاف ادب سمجھکر مہر نبوت سے موسوم کیا۔

اوصاف و عادات علیہ السلام | آپ کبھی چلا کر کلام نہ فرماتے اور نہ کبھی قہقہہ سے ہنستے تھے بلکہ اکثر ساکت رہتے تھے۔ آپ نہایت سنجیدگی و متانت سے

بقیہ شرح صفحہ ۷۷۔ اکثر کہانا جنت سے آتا۔ آپ زندہ قبر میں ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں آپ استغفار کرتے ہیں۔

شرح نمبر ا۔ عادات آنحضرت۔ بے حاجت بات نہ کرتے۔ نظر زمین کی طرف رکھتے۔ اول سب سے سلام کرتے۔ ابتداء کلام بسم اللہ کرتے۔ جامع کلام فرماتے نعمت کی عظمت کرتے۔ کہانے میں مدح و ذم نہ کرتے۔ جی چاہتا کہاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ تین انگلیوں سے کہانا کہاتے۔ تین سانس پانی پیتے۔ بعد کہانے کے انگلیاں چاٹ لیتے۔ کہانا ملتا کہاتے ورنہ فاقہ کرتے۔ پیٹ پر پتھر باندہ لیتے۔ دنیاوی کام میں کبھی غصہ نہ کرتے حالت غصہ میں منہ پھیر لیتے۔ خوشی میں آنکھ بند کر لیتے۔ بڑی ہنسی

باتیں کرتے تھے جس سے مخاطب پر بہت اثر پڑتا تھا۔ آپکی عادات میں غایت درجہ کی سادگی تھی۔ آپ اپنا کام اکثر دست مبارک سے فرماتے تھے۔ اپنے کپڑے اپنے ہاتھہ سے سیتے اور دھونے تھے۔ اگر کوئی شخص آپکا کام کر دیتا تو اوس سے زیادہ آپ اوس کا کام کر دیتے تھے۔ آپ کے تمام اوصاف نہایت ہی حمیدہ اور اخلاق بدرجۂ غایت پسندیدہ تھے۔ غریبوں سے حلم و فروتنی سے اور متکبروں سے بزرگانہ برتاو فرماتے تھے۔ بڑوں کی عزت

بقیہ شرح صفحہ ۷۸۔ آپکی مسکراتا تھا۔ اکثر طعام انگور و تمر۔ و شہد و شیرینی پسند تھا۔ کھانا میز پر نہ کھاتے بلکہ زمین و دسترخوان پر کھاتے جو پاتے پہنتے۔ طول میں کرتا و ازار نصف ساق تک رکھتے۔ عمامہ مختصر تھا۔ کبھی مع کلا کبھی بے کلا۔ کبھی اکیلا کلا۔ اکثر تقنع کرتے زمین و بورئے پر سوتے۔ عطر کو پسند کرتے۔ ڈاڑھی رکھتے۔ موچھ کترتے۔ اٹھتے بیٹھتے ذکر خدا کرتے۔ جہاں جاۓ پاتے بیٹھہ جاتے کریم النفس۔ صابر۔ شاکر۔ باحیا امانتدار تھے۔ کبھی کسی کا عیب جوئی نہیں کیا۔ نہ بدگوئی و بدمزاج نہ تھے۔ لونڈی۔ غلام۔ صغیر و کبیر

اور چھوٹوں کا پاس و لحاظ فرماتے تھے۔ گو آپ اُمّی صلعم تھے مگر حقائق اشیاء اور اسرار کبریا سے ایسے واقف تھے کہ اوس سے زیادہ ممکن نہیں ہے۔ دنیاداری کی باتوں سے آپ بالکل مبرا تھے مگر طبع بغایتہ رسا۔ اور ذہن نہایت عالی تھا۔ حیا آپ میں بدرجۂ کمال تھی۔ تمام عمر میں آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اہل بیت سے آپ بہت محبت فرماتے تھے اور بچوں کے خواہ اپنے ہوں یا کسی غیر کے عاشق زار تھے۔ منکسر مزاج آپ اس قدر تھے کہ کسی کے کام میں آپکو عار نہ تھا۔ غلاموں تک کا کام اپنے دست مبارک سے کر دیتے اور اون کی دعوت کو بھی کبھی رد نہ فرماتے تھے۔ بیماروں کی عیادت کو تشریف لیجاتے اور جنازہ کی مشایعت فرماتے تھے۔ سخاوت۔ دیانت۔ شجاعت اور جرأت میں آپ سب سے افضل تھے اور علاوہ بریں بہت سے فضائل آپ میں تھے جن سے

بقیہ شرح صفحہ ۷۹۔ سب پر شفیق تھے۔ غنی و فقیر سے مصافحہ کرتے۔ اکثر ایک کپڑا پہنتے۔ تکیہ نہ کرتے۔ محتاج۔ یتیمون۔ بیواؤں کی اعانت کرتے۔ بیمار کی تیمارداری کرتے۔ اہل اسلام کے قبور پر دعا کرتے۔ اوصاف حضرت کے بہت ہیں اسمیں کتب بہت ہیں۔ صلی اللہ علیہ کما اہلہ

صلعم امی اوسکو کہتے ہیں جو بے تعلیم کے جملہ علوم پر حاوی ہو۔ اوس کو علم لدنی بھی سمجھتے ہیں ۱۲۔

جن سے آپ ہردل عزیز تھے ۔

منشی | رسول اللہ کی خدمت منشی گری کو کبھی حضرت عثمانؓ انجام دیتے تھے اور کبھی حضرت علیؓ ان دونوں حضرات کے علاوہ خالد بن سعید۔ آبان بن سعید علاؤ الحضرمی ابی بن کعب ۔ زید بن ثابت عبداللہ بن سعد۔ معاویہ بن ابی سفیان حنظلۃ الاسدی بھی مامور تھے مگر سب سے پیشتر ابی بن کعب نے اس خدمت کو انجام دیا ۔

مہر | خطوں اور تحریروں پر آپ کی مہر چسپاں ہوتی تھی جس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا ۔

عمال و امراء | ممالک مفتوحہ یا ان قبائل میں جنہوں نے اطاعت قبول کرلی تھی رسول اللہ ایک شخص کو منتخب فرماکر اس غرض سے روانہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کے مال و جان کی حفاظت تحصیل زکوٰۃ اور تبلیغ اسلام کی کوشش کرے چنانچہ اصحاب مندرجہ ذیل آپکی طرف سے عمال یا امرا مقرر ہوئے تھے :۔

نام صحابی مامور	خدمت	نام جگہ یا قبیلہ جہاں تعینات ہوئے
عبدالرحمن ...	عامل صدقات ..	بنی کلب ... -
عدی بن حاتم ..	"	قبیلہ طے ... .

عقبہ بن حصن فزاری۔	عامل صدقات ۔	بنی فزارہ۔ ۔۔
ایاس بن قیس اسدی۔۔	″	بنی اسد۔ ۔۔۔
ولید بن عقبہ ۔ ۔۔۔	″	بنی مصطلق ۔ ۔۔
حارث بن عوف مزنی۔	″	بنی مرہ۔ ۔۔۔
مسعود بن رحیل اشجعی ۔۔۔	″	بنی اشجع و بنی عبداللہ و بنی عبس
انجم بن سفیان ۔ ۔۔۔	″	بنی عذرہ و سلامان و بلی جہینہ
لبید بن الحاجب ۔۔۔	″	قبیلہ دارم ۔۔۔ ۔۔۔
عباس بن مرداس ۔۔۔	″	بنی سلیم۔ ۔۔۔
عامر بن مالک بن جعفر۔	″	بنی عامر بن صعصعہ ۔۔۔
عوف بن مالک النصری سعد بن مالک ضحاک بن سفیان کلابی	″	بنی کلاب ۔۔۔ ۔۔۔
باذان بن ساسان ۔۔۔	حاکم	یمن ۔۔۔ ۔۔۔
زیاد بن لبید انصاری ۔۔۔	″	حضرموت ۔۔۔ ۔۔۔
ابو موسیٰ اشعری ۔۔۔	″	عدن و قبیلہ بنی ربیعہ ۔۔۔

ابو سفیان بن حرب ...	حاکم	نجران ... ...
یزید	"	تیما ... ...
عتاب بن اسید ...	والی	مکہ در ۸ھ ...
عمرو بن العاص ۔	حاکم	عمان ۔ ...

تعلیم اسلام | آنحضرت کی تعلیم کا لب لباب اور ماحصل ان اصول ضروریہ پر مبنی ہے (۱) توحید باری تعالیٰ اور اوس کے قوی و قادر رحمن و رحیم خالق و رزاق ہونے کا دل سے اعتقاد کرنا ۔ (۲) بندگان خدا سے نیکی کرنا اور ہمدردانہ برتاو رکھنا ۔ (۳) نفسانی خواہشوں کو شرع کا مغلوب و مقہور رکھنا (۴) خداوند عالم کی نعمتوں کا شکر بخضوع و خشوع بجا لانا ۔

اسلام نے عورتوں بیٹیوں لونڈی غلاموں اور ہمسایوں کے حقوق قائم کیے اور دختر کشی ۔ شراب خواری ۔ چوری ۔ جوا ۔ مکاری ۔ قماربازی کی مذموم عادات و رسومات کو دور کیا ۔ اسلام سے قبل آخرت کی نسبت نہایت بیہودہ اور لغو خیالات مختلف اقوام میں تھی لیکن اسلام نے اس بارہ میں یہ تعلیم دی کہ اس دنیای فانی کے بعد جو ایک عالم جاویدانی آئے گا اسمیں ہر مکلف خواہ مرد خواہ عورت کو ان اعمال کا حساب دینا پڑے گا جو اس نے اس دنیا میں

گئے اور ہر شخص کی سزا و جزا اس پر موقوف ہوگی کہ وہ اپنے خالق کے احکام کو کس طرح بجا لایا ہی مگر اس کا فضل و رحمت بیحد ہے اور سب بندوں پر برابر ہوگا۔

عیسائی مصنفین کے مقولے | آخر میں ہم چند عیسائی مورخین کے مقولے جو آپکی سیرت کریمہ کی اخلاق و اوصاف و تعلیم سے متعلق ہیں درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین پر یہہ واضح ہو کہ مخالفین اسلام بھی باوجود سخت تعصب آپکی خوبیوں کی معترف ہیں

باسورتھہ اسمتہ صاحب نے اپنی کتاب محمد اینڈ محمدن ازم میں آنحضرت کی تعلیم وحدانیت و رسالت کے بارہ میں لکھا ہی کہ "محمد کا بیان در باب وحدانیت خدا اور اس امر کے کہ وہ انسان کے ہر ایک چھوٹے بڑے فعل پر مختار ہی صرف کسی پہلی مذہب سے چرایا ہوا نہ تہا یہودی علی العموم اپنے بہترین زمانہ میں بہی خدا کے سوا اور دیوتاؤں کی پرستش میں شدت سے مصروف ہو گئے تہے اور آخرکار قید کالوہا انکی روحوں میں داخل ہو گیا تہا۔ عیسائی بہی (میری مراد اُن عیسائیوں سے ہے جن سے محمد کو ملنے کا اتفاق ہوا) یہودیوں کا مذہب اور وہ اعلیٰ درجہ کی الہیات خدا جو حضرت عیسیٰ نے انکو پہونچائے تہی بہول چکے تہے .... پس محمد اس لئے آئے کہ ان تمام باطل باتوں پر پانی پہیر دیں۔

بیت وہ کیا؟ زیتون کی لکڑی کے ٹکڑے جو خدا ہونیکا دعوے کرتے ہیں!

فلسفیانہ خیالات اور مذہب مکڑی کا تنا ہوا جالا ! ان سب کو دور کرو۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور اس کے سوا اور کوئی شئے بڑی نہیں ہے یہی مسلمانوں کا مذہب ہے اسلام یعنے انسان کو چاہیئے کہ خدا کی مرضی پر توکل کرے اور ایسا کرنے میں نہایت خوش ہو یہی مسلمانوں کا طرز زندگی ہے۔

اسی عرب کی زمین پر اب پھر وہی آواز ایک دوسرے بکریاں چرانیوالے کو آئی اور ایسے اثر کے ساتھ آئی کہ پہلے سی کچھ کم نہ تھی۔ یعنے اللہ اکبر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ یہہ رسالت قبول کیگئی اور خدا کے پیغام کا اعلان کیا گیا اور ایک ہی صدی کے اندر اس آواز کی گونج عدن سے انطاکیہ تک اور وہاں سے ثمرقند تک پھیل گئی اور اس تمام ملک نے اس کی حقیت کو مان لیا"

ڈاکٹر اسپرنگ اور ریورنڈ اڈویل نے آپکی رسالت و سیرت مبارک کے بارہ میں لکھا ہے "جسکے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور تھا اور جسکو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اوگتی ہوئی روئیدگی میں خدا کا ید قدرت نظر آتا تھا اور غرش رعد و آواز آب اور طیور کے نغمہ حمد الٰہی میں خدا کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈروں میں خدا ہی کے

مہر کے آثار دکھائی دیتے ہیں"۔ ڈاکٹر اسپرنگ" ایک عجیب وغریب نمونہ ہے اُس
قوت وحیات کا جو ایسے شخص میں ہوتی ہے جس کو خدا اور عاقبت پر شدت
کے ساتھ یقین ہوتا ہے اور جو اپنی ذات کریم اور سیرت صداقت مشحون سے
ہمیشہ ان لوگوں میں شمار کیا جائیگا۔ جن کو اپنے بنی نوع کے ایمان و اخلاق
اور تمام حیوانات دنیوی پر ایسا اختیار کامل حاصل ہوتا ہے جو بجز حقیقت میں
کسی نہایت اعلے درجے کے شخص کے کسی اور کو کبھی حاصل نہیں ہوا اور نہ
ہو سکتا ہے"۔ (ریورنڈر اڈویل) مسٹر کارلائل آنحضرت کی صداقت کے
بارہ میں کہتے ہیں کہ" پس ہم محمد کو ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف
ایک شعبدہ باز اور بد باطن شخص تھا اور نہ ہم اس کو حقیر جاہ طلب اور
دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں۔ جو سخت وکرخت پیغام
اوس نے دنیا کو دیا۔ بہرحال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ وہ ایک
غیر مرتب کلام تھا مگر اوس کا مخرج وہی ہستی تھی جس کا تھاہ کسی نے بھی
نہیں پائی۔ اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال اور نہ خالی از
صداقت یا کسی کی نقل وتقلید تھی۔ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا
جو قدرت کے وسیع سینہ میں دنیا کے منور کرنیکو نکلا تھا اور بے شبہ اسکی یہ

امر ربانی یوں ہی تھا؟ سر ولیم میور نے اپنی کتاب لائف آف محمد میں انحضرت کے توکل علی اللہ۔ علو مرتبت اور جلالت شان کے بارہ میں لکھا ہے کہ پیغمبر اسلام اس طرح سے دشمنوں کے نرغہ میں گھرے ہوئے تھے اور فتح مبین کے منتظر تھے اور ظاہرا ایسے یار و مددگار تھے اور اونکے اصحاب کا چھوٹا سا گروہ گویا شیر کے منہ میں تھا تاہم انکو اس قادر مطلق پر بھروسہ تھا جس کا رسول وہ اپنے تئیں سمجھتے تھے اور انکی ثبات میں ایک سر مو لغزش نہ تھی غرض اس عالم مصیبت و تنہائی میں وہ ایسے عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے ہیں کہ کتب مقدسہ سماویہ میں اونکا عدیل و نظیر کوئی نہیں دکھائی دیتا سوای بنی اسرائیل کے نبی (حضرت الیاس عم) کے جس نے خداوند عالم سے شکایت کی کہ میں اکیلا ہو گیا ہوں؟

یہہ چند مقولہ اور رائیں ہم نے بطور شہادت مختصراً بیان کی ہیں۔ ان کے علاوہ گبن۔ ہیلر۔ ڈیون پورٹ وغیرہ نے بھی اس بارہ میں بہت کچھ لکھا ہے جسے ہم بخیال طوالت قلم انداز کرتے ہیں۔ فقط

تمت

ضمیمہ

اُن الفاظ کی تشریح جن کا تعلق آنحضرتؐ کے حالاتِ زندگی سے ہے

ابراءنامہ یہہ وہ فرمان عام رسول اللہ کا تہا جس کا اعلان حضرت ابوبکرؓ و حضرت علیؓ نے مکہ میں کیا اور جسکے ذریعہ سے مشرکین کو حرم کعبہ میں داخل ہونے۔ اور برہنہ[علہ] ہوکر طواف حرم کرنیکی ممانعت کی گئی۔

بیعۃ الرضوان۔ بیعۃ الشجرہ ۶ھ میں جب رسول اللہ بغرض ادای حج مکہ تشریف لیگئے اور قریش مزاحم ہوئے تو آپ نے حضرت عثمانؓ کو پیغام دیکر روانہ کیا۔ قریش نے انکو قید کرلیا اور مسلمانوں میں انکی مار جانیکی خبر مشہور ہوگئی جسکے باعث سب نہایت جوش میں آکر آنحضرتؐ سے مرنے اور مارنیکی بیعت کی۔ چونکہ یہ بیعت ایک

علہ اصل اس کی یہہ کہ ابراہیم علیہ السّلام کے زمانہ سے سب مشرکین حلال و حرام کو خوب جانتے تھے۔ دونوں میں فرق بہی معلوم تہا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے۔ بیع و شرا میں جو پیسہ بذریعہ حلال ملتا اوس کو نیک کام میں صرف کرتے مثلاً مصارف حج و قربانی و بیت اللہ۔ اسی مال میں سے طواف کے کپڑے تیار کرتے اگر حلال کپڑا استعار تک نہ ملا تو ننگے طواف کرتے اور دیکہنے سے منع کرتے۔ ایک عورت کا شعر یاد آگیا (الیوم یبدو بعضہ او کلہ ٭ وما یبدأ منہ فلا احلہ)
اسکے بعد یہ آیت نازل ہوگئی۔ یَا بَنِیْ آدَمَ خُذُوا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ

درخت کے نیچے ہوئی تھی اس لئے اوسکو بیعۃ الشجرہ بھی کہتے ہیں۔

جہاد | اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کیلئے کفار کی سازشیں روکنے کی غرض سے جو مقدس لڑائیاں کی گئیں انہیں جہاد کہتے ہیں۔

جزیہ و ذمی | مسلمانوں کے علاوہ جو لوگ مسلمانوں کی زیر حکومت رہنا قبول کرتے تھے وہ ذمی کہلاتے تھے اور جو رقم انکے امن و حفاظت سے رکھنے کی ذمہ داری و فوجی خدمت سے معافی کے معاوضہ میں لیجاتی تھی اُسے جزیہ کہتے تھے۔

حجۃ الوداع | آخری حج رسول مقبول نے رحلت سے ایک سال قبل فرمایا اور جسمیں قبل ادای مناسک حج حق تعالی و حق العباد کے متعلق نہایت پراثر خطبہ پڑھا۔

حجۃ التکمیل یا عمرۃ القضاء | صلح مکہ کے دوسرے سال یعنے ۷ھ میں رسول اللہ نے جو حج فرمایا اُسے حجۃ التکمیل یا عمرۃ القضاء کہتے ہیں۔

حلف الفضول | رسول مقبول کی پیدائش کی قبل ایک عہد و پیمان ہوا تھا جسکی غرض یہ تھی کہ حدود مکہ میں ظلم و زیادتی کو روکا جای عرصہ دراز سے اسپر عملدرآمد نہ تھا لیکن آپ نبوت سے پہلے اس مردہ رسم کو زندہ کرنے میں شریک تھے۔

بقیہ شرح صفحہ ۸۸ – یہ واقعہ ۹ھ میں جب ابوبکرؓ تین مردیا لوگوں کو حج کو آیا اللہ برات بھی ہمراہ تھی تاکہ عہد سے عہد توڑدیں اور بعد سال کی کوئی مشرک حج و طواف برہنہ نہ کری اور نہ بیت اللہ میں داخل ہوے ۱۲

حلف عقبہ اولی | یہ وہ حلف ہے جو پہلی بار یثرب نے عقبہ پہاڑی پر کیا اور جسکی رو سے یہ عہد کیا تہا کہ خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کا کسیکو شریک نہ کریں گے افعال قبیحہ اور دختر کشی سے باز رہیں گے اور رسول اللہ کی اطاعت کرینگے۔ اسیکو حلف النساء بھی کہتے ہیں

حلف عقبۂ ثانیہ | حلف عقبۂ اولی کے دوسرے سال یثرب نے عقبہ پہاڑی پر مثل سابق عہد کیا اور آپ کے اصحاب کی معاونت کا وعدہ کیا۔

دیت | کسی ایسے شخص کے جس سے آنحضرت نے امن کا وعدہ کیا ہو مارے جانے پر اوس کے اعزہ کو خون بہا یعنی بدلہ دیا جاتا تہا جسے دیت کہتے تہے۔

صلح الرفیت | یہہ وہ عہد تہا جو آنحضرت اور قریش مکہ کے درمیان ہوا اور اوس کے رو سے یہہ قرار پایا کہ آنحضرت سال آیندہ آکر حج کریں لیکن تین روز سے زیادہ اقامت نہ فرمائیں۔ اور اگر قریش کا کوئی آدمی آنحضرت کے پاس چلا جاوے تو آپ اوسے واپس کر دیں۔ لیکن قریش اوس شخص کو واپس نہ کریں گے جو آنحضرت کے پاس سے چلا آیا ہو۔

عام الفیل | حملہ آوران حبش کے واقعہ کی یادگار میں جو طیر ابابیل کا لقمہ ہوئے اوس سال کو عام الفیل کہتے تہے اور یہہ

نام اس وجہ سے تہا کہ حملہ آوروں کی فوج کے ساتھہ بہت سے ہاتہی بھی تھے۔ آنحضرت کی ولادت باسعادت بہی اُسی سال ہوئی

عقد مواخاۃ | انصار ومہاجرین کے باہمی میل وجول اور رفع تکلیف غریب الوطنی کی غرض سے آنحضرت نے دونوں گروہوں میں نہایت مضبوط ووسیع معنی میں بہائی چارہ قایم فرمایا اسی کو عقد مواخاۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

معراج | یہہ مشہور واقعہ ہے جس میں آنحضرت پر اسرار الہی کا انکشاف ہوا۔ اور آپ نے الہی کا مشاہدہ فرمایا اور پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔

نقباء (۱) | معززین یثرب (مدینہ) کو جو حلف عقبہ ثانی میں شریک تھے آنحضرت نے بغرض تعلیم واشاعت اسلام اپنا وکیل بنا

شرح نمبر (۱) نقباء آنحضرت کے بارہ تہے۔ (۱) ابوبکرؓ (۲) عمرؓ (۳) عثمان۔ (۴) علیؓ۔ (۵) (۶) جعفر بن ابی طالب۔ (۷) مصعب بن عمر۔ (۸) بلال۔ (۹) عمار۔ (۱۰) المقداد۔ (۱۱) عثمان بن مظعون۔ (۱۲) ابن مسعود۔ اور نجبا آپکے انصار تہے جن کی تعداد دس تہی۔ نواب آپکے جنکو بوقت سفر یا غزوہ عامل مدینہ بنا جاتا تہے بہ سبب سولہ تہے۔ کذا فی عساکر و المختار

ایلچی فرمایا۔ انہیں وکیلوں یا ایلچیوں کو نقباء کہتے ہیں۔

ہجرت اولیٰ | کفار مکہ کی ایذا رسانی سے تنگ آکر مسلمانان مکہ پہلے پہل جو بحکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملک حبش میں ہجرت کر گئے اس واقعہ نام ہجرت اولیٰ ہے۔

ہجرت ثانی | آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خاص صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو مشرکین مکہ کی ایذا رسانی سے تنگ آکر بحکم الٰہی مکہ چھوڑ کر مدینہ میں جا بسے اس واقعہ کو ہجرت ثانیہ یا فقط الہجرت کہتے ہیں۔ اسلامی سنہ کا شمار اسی واقعہ کی تاریخ سے ہوتا ہے اس لئے اسکو سنہ ہجری کہتے ہیں فقط



۲۵ شعبان ۱۳۳۳ھ ہجری